Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

رسالہ اردو

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

جلد ۳۰ — نمبر ۷

۵ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء — ۱۸ صفر المظفر سنہ ۱۳۵۰ھ

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون نگار
شہادت المسیح لنفسہ پر ایک نظر	۲۴۱ / ۲۴۷	مولوی عبداللہ خاں صاحب مولوی فاضل
حسنات محمدیہ بجواب ذنوب محمدیہ	۲۴۸ / ۲۵۹	" " " "
سلسلہ احمدیہ کی تعلیم	۲۶۰ / ۲۷۰	حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ
آریہ سماج سے چند سوالات	۲۷۱ / ۲۷۸	بابو فتح محمد صاحب شرما کراچی
تمباکو نوشی کے نقصانات	۲۷۸ / ۲۸۰	ماخوذ

چندہ سالانہ
اندرون ہند سے تین روپے

مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے دو روپیہ آٹھ آنہ

چندہ سالانہ
بیرون ہند سے تین روپے آٹھ آنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وفاتِ مسیحؑ

ایک عرب فاضل کی شہادت

مرزا اکبیر الدین احمد صاحب لکھنؤ ریلوے گارڈ سلسلہ کے پُرانے خادم ہیں۔ اور تبلیغ احمدیت کا ہر مناسب موقعہ تلاش کرتے رہتے ہیں۔ کئی علماء سے بحث کر کے اُن سے سلسلہ کی تائید میں تحریریں لے چکے ہیں۔ حال میں ایک عرب فاضل عبدالہادی الجواہری سے اُن کی گفتگو ہوئی جس کے نتیجہ میں عرب صاحب نے مفصلہ ذیل الفاظ لکھ دیئے:۔

قال اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ فی سورۃ اٰل عمران (یا عیسیٰ اِنّی مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ) ای انی امیت الجسد منک وارفع روحک الیّ (میں تمہارے جسم پر موت وارد کرنے والا ہوں تیری رُوح کو اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں)

قال الله سبحانه وتعالى فى سورة ال عمران (يا عيسى انى متوفيك ورافعك الي) اي انى اميت الجسد منك وارفع روحك الي .

عبد الهادي الجواهري

٢٧ ذي القعدة ١٣٤٩

السائح العربی

ومندوب جریدۃ العراق ومراسلها فی الاقطار الهندیة

عبد الهادی الجواهری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

شہادۃ المسیح لنفسہ پر ایک نظر

ایک رسالہ بنام شہادۃ المسیح لنفسہ مجھے ملا۔ جس میں عقیدۂ اُلوہیت مسیح ثابت کرنیکی کوشش کی گئی ہے۔ اور کئی دلیلیں بھی انجیل سے پیش کی گئی ہیں۔ سو میرا ارادہ ہے۔ کہ بفضلِ خدا میں ان کا رد کروں۔ وما توفیقی الا باللہ ٭

ایک لطیفہ حیرت کا مقام ہے۔ اور مثل بھی مشہور ہے۔ کہ "مدعی سست اور گواہ چست" وہ حضرت مسیح جو ایک انسان تھے۔ اور چند انسانوں کی اصلاح کے لئے ہی مبعوث ہوئے۔ اور جو خود اپنی بعثت کی غرض و غایت بیان فرماتے ہیں۔ کہ میں محض "بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں" اور اپنے مبلّغوں کو ہدایت دیتے ہیں۔ "کہ سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا کیونکہ میں محض بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں" پھر یہاں تک کہ صور و صیدا کی پہاڑیوں میں ایک عورت سامریوں کے شہر کی اپنی بیٹی کو لیکر ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اس لڑکی میں سے گندی رُوح نکال دیں۔ لیکن آپ خاموش رہے۔ جب حواریوں نے بھی سفارش کی۔ اور اصرار کیا۔ کہ آپ اس عورت کی عرض مانیں۔ تو فرمایا "بچوں کی روٹی سؤروں کے آگے ڈالنی اچھی نہیں" یعنی میرا تو ایک ایک منٹ صرف بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے لئے مخصوص ہے۔ اور ان سے مجھے کوئی واسطہ نہیں۔ لیکن ان کے مُریدوں کی خوش اعتقادی یہاں تک ترقی کر گئی ہے۔ کہ آپ کو سارے جہان کا واحد ہادی ہی نہیں مانا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا اکلوتا بیٹا بنا دیا۔ اور اس منگھڑت عقیدہ کو خود تراشیدہ ناقص دلیلوں سے ثابت کرنے کی کوشش شروع کر دی ٭

اب ہم مصنف رسالہ یعنی مسٹر آرتھر ابسن کی دلیلیں مع جواب کے آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دلیل اوّل :- یوحنا باب۱۰ آیت ۳۶ میں ہے کہ :-

"تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کر کے دُنیا میں بھیجا۔ کہتے ہو۔ کہ تو کفر بکتا ہے۔ اس لئے کہ میں نے کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں" آگے استدلال یُوں کرتے ہیں۔ مسیح یہاں پر قبول کرتا ہے کہ فی الحقیقۃ وہ صاف اور صریح دعویٰ خدا کے بیٹا ہونے کا کرتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہُوا۔ کہ واقعہ میں خدا تھے۔

جواب :- دعویٰ اتنا بڑا کہ مسیح کے اقوال سے اُلوہیت ثابت کیجائیگی لیکن دلیل کی یہ حالت کہ اصلی حقیقت کو پوشیدہ رکھنے کے لئے دو آیتیں ہی پہلی حذف کر دیں کہ فرزندیت کی حقیقت لوگوں پر نہ واضح ہو۔ ذرا غور سے سنیئے یوحنا باب۱۰ ۳۴ آیت "یسوع نے انہیں جواب دیا۔ کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ میں نے کہا تم خدا ہو۔ جبکہ اس نے انہیں جن کے پاس خدا کا کلام آیا تھا خدا کہا اور ممکن نہیں کہ کتاب باطل ہو۔ تم اسے جسے خدا نے مخصوص کیا اور جہان میں بھیجا کہتے ہو کہ کفر بکتا ہے۔ کہ میں نے کہا میں خدا کا بیٹا ہوں اگر میں باپ کے کام نہیں کرتا تو مجھ پر ایمان مت لاؤ"

لیجئے حضرات! یہ ہے یسوع مسیح کی خدائی کا ثبوت کہ جن معنوں میں وہ نبی اور اولیاء اللہ ابن اللہ ہیں۔ جن پر خدا کا کلام نازل ہُوا انہی معنوں میں میں ابن اللہ ہوں۔ ذرا خدا کے لئے غور تو کرو۔ اسمیں یسوع مسیح کی کونسی فضیلت ہے۔ اگر ایسے رنگ میں ابن کہلانے والا خدا بن سکتا ہے۔ تو یسوع مسیح سے پہلے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں خدا ہوئے صرف اس بعد میں آنیوالے کی تخصیص کے کیا معنی۔ آیت مذکورہ بالا سے یسوع مسیح کا انہی معنوں میں ابن اللہ ہونا ثابت ہے۔ جن معنوں کے اعتبار سے یہ ابن اللہ کا اطلاق ہر نبی پر ہو سکتا ہے۔ اور ان معنوں میں ابن اللہ کہلانے والے کو صرف انسان کہنا مسیحی دوستوں کے اقوال و افعال سے ثابت ہے۔ لہٰذا یسوع مسیح کا انسان ہونا بدرجۂ اولیٰ ثابت ہُوا ۔

آگے فرماتے ہیں "کیونکہ جس طرح باپ مُردوں کو اُٹھاتا اور زندہ کرتا ہے۔ اور اسی طرح بیٹا بھی جنہیں چاہتا ہے زندہ کرتا ہے۔ کیونکہ باپ کسی کی بھی عدالت نہیں کرتا۔ بلکہ اس نے عدالت کا سارا کام بیٹے کے سپرد کر دیا ہے" میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ وقت آتا ہے بلکہ ابھی ہے۔ کہ مُردے خدا کے بیٹے کی آواز سُنیں گے اور جو سُنیں گے۔ وہ جیئیں گے" یوحنا باب۵ ۲۱ آیت ۔

اسکے کئی جواب ہیں :-

اوّل :- اگر انصاف کو مدِّ نظر رکھکر انجیلی محاورہ پر ذرا بھی غور کیا جائے۔ تو مُردوں کو زندہ کرنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی انوکھی بات معلوم نہیں ہوتی۔ دیکھو لوقا باب ۱۰ آیت ۲۷ "تو خدا کو سارے دل ساری جان سارے زور سے ساری سمجھ سے پیار کر اور پڑوسی کو جیسا اپنے ساتھ تو تو جیئے گا"۔ اسی طرح موت کی بابت آتا ہے پولوس کہتا ہے کہ "میں ہر روز مرتا ہوں" قرنتی باب ۱۵ ۳۱۔ اور سنیئے "اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے تو وہ ابد تک موت ہرگز نہ دیکھیگا" پس صاف ظاہر ہے کہ انجیلی محاورہ میں مُردہ گنہگار پر بولا جاتا ہے۔ اور زندہ کرنا اس کے ہدایت یافتہ ہونے پر تو اس صورت میں یہ غلط نہیں بلکہ صحیح ہے۔ اگر یہ کہا ریں کہ جن کو یسوع مسیح نے زندہ کیا ان کو اپنی تعلیم سے نیک بنایا ہو۔ سو ایسے مُردے زندہ کرنا ان کے خدا ہونے پر دال نہیں بلکہ ان کو بمشکل زمرہ انبیاء میں شامل کرسکتے ہیں"

دوسرا جواب:۔ حضرات! معجزے دکھانا خدائی کیا بلکہ نبوت پر بھی دال نہیں۔ ذرا غور سے سنئے فرماتے ہیں:۔

"اگر کسی میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو تو پہاڑوں کو کہے یہاں سے چلے جاؤ تو چلے جائینگے۔ بیماروں کو ہاتھ رکھکر چنگا کریگا" مرقس باب ۱۶-۱۷۔ اور فرماتے ہیں۔ "میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کریگا اور ان سے بڑے کام کریگا" سلاطین باب ۲ ۱۵

میرے مکرم دوست! جب ایک رائی بھر ایمان کا مالک بھی پہاڑوں کو ان کی جگہ سے ہٹا سکتا ہے اور مُردے زندہ کرسکتا ہے بلکہ یسوع مسیح سے بڑھکر کارنامے دکھا سکتا ہے۔ تو پھر یسوع مسیح نے اگر کوئی معجزہ دکھایا تو کونسی خدائی ثابت ہوگئی۔ بلکہ نبوت بھی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان آیات سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ ایک رائی کے دانے کے برابر بھی اگر ایمان ہو تو یسوع مسیح جیسے معجزات بلکہ ان سے بڑھکر دکھا سکتا ہے۔ جس کو دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ معمولی مومن عیسائی بھی مُردے زندہ کرسکتا ہے۔ پہاڑوں کو ٹال سکتا ہے۔ تو پھر انہی عام معجزات کو لیکر ان سے یسوع مسیح کی خدائی ثابت کرنی صریحاً مغالطہ ہے۔ بلکہ کتاب مقدس سے تو یہ بھی ثابت ہے۔ کہ جھوٹا نبی بھی معجزے دکھا سکتا ہے استثنا باب ۱۳ ۱-۵ اور یسوع مسیح فرماتے ہیں۔ "جھوٹے نبی اور جھوٹے مسیح بھی کرامتیں دکھائینگے"۔ لیجئے حضرات! یہ ہے معجزات کی حالت جبکہ ایک ایمان والا مومن عیسائی بلکہ جھوٹا اور کاذب بھی معجزے دکھا سکتا ہے تو ایسی خطرناک حالت میں یسوع کی خدائی ان معجزات سے ثابت کرنی بالکل نادانی ہے ÷

تیسرا جواب:۔ اگر ایک منٹ کے لئے ہم تسلیم کر بھی لیں۔ کہ مُردے زندہ کرنے سے حقیقی مُردے مراد ہیں اور یہ خدائی کی علامت ہے تو یسوع مسیح پر ہی خدائی کا حصر کرنا باطل کیونکہ الیاس نے مُردوں کو زندہ کیا۔ ۱ سلاطین ۱۷ باب ۲۲۔ الیسع نے مُردوں کو زندہ کیا۔ ۲ سلاطین ۴ باب ۳۵۔ حزقیل نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہزاروں پُرانے مُردوں کو زندہ کیا۔ حزقیل ۳۷ باب۔

یہ نمونہ کے طور پر چند حوالے پیش کئے ہیں۔ سو اگر مُردہ زندہ کرنا۔ خدا ہونے کی نشانی ہے۔ تو یہ سب بدرجہ اولیٰ خدا ہونے چاہئیں۔ لیکن ان کو تو باوجود ہزاروں مُردے زندہ کرنے کے بھی مسیحی دوست خدا نہیں مانتے۔ پس یسوع مسیح بھی مُردے زندہ کرنے سے خدا نہیں ہو سکتے ؛

باقی رہی دوسری شق کہ یسوع مسیح صاحب کو سب کچھ اختیار ہے۔ یہ محض پادری صاحب کی خوش اعتقادی ہے۔ ذرا غور سے سُنئے "اپنے دائیں یا بائیں بٹھانا میرے اختیار میں نہیں۔ مگر انہیں جن کے میرے باپ نے تیار کیا" متی ۲۰ باب ۲۳۔ بتائیے کونسا اختیار ہے۔ جس سے وہ خدا ثابت ہوئے ؛

آگے صفحہ ۱۳ پر فرماتے ہیں۔ "ایک کوڑھی نے پاس آکر سجدہ کیا۔ اور یسوع مسیح نے ہاتھ بڑھا کر اسے چھُوا تو اس کا کوڑھ فوراً دُور ہو گیا۔ اسی طرح اندھوں کو شفا بخشی۔ سو معلوم ہُوا۔ کہ یہ خدائی تصرفات اس لئے ان میں تھے۔ کہ وہ خدا تھے ؛ اس کے دو جواب ہیں

اوّل :۔ ہم اوپر کی دلیلوں میں بتا آئے ہیں۔ کہ معجزات خدائی کی تو کیا نبوّت کی نشانی بھی نہیں۔ ایک ادنیٰ مومن جو رائی کے دانہ کے برابر ایمان رکھتا ہو۔ وہ بھی معجزے دکھا سکتا ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ کاذب اور مفتری (بقول انجیل) بھی معجزے دکھا سکتا ہے۔ سو معجزات سے کسی کی خدائی کا استدلال کرنا صحیح نہیں ؛

دوسرا جواب :۔ اگر ہم مان بھی لیں کہ ایسے معجزات دکھانا۔ خدا ہونیکی نشانی ہے۔ تو پھر صرف یسوع مسیح ہی خدا نہیں بلکہ کئی خدا ہونگے۔ ذرا غور سے سُنئے! الیسع نے نعمان سپہ سالار کو جو کوڑھی تھے اچھا کیا۔ ۲ سلاطین باب ۱۴۔ یوسف نے اپنے باپ کو آنکھیں دیں۔ پیدائش ۴۶ باب ۴ و ۳۰۔ چاہیئے کہ یہ دونو بھی خدا ہوں۔ لیکن یہ دونو تو باوجود معجزے دکھانے کے خدا نہیں۔ لہٰذا یسوع مسیح بھی ایسے معجزے دکھانے سے خدا نہیں ہو سکتے ؛

پھر بھی آگے پادری صاحب معجزات پر ہی زور دیتے ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ معجزے دکھانا خدا ہونیکی نشانی نہیں کیونکہ معجزے تو ایک ادنیٰ مومن بلکہ جھوٹا نبی بھی (بقول انجیل) دکھا سکتا ہے۔ لیکن اگر مان بھی لیا جائے۔ کہ معجزے خدائی تصرفات سے ہی ہوتے ہیں تو یسوع پھر ادنیٰ خدا ٹھیرینگے۔ اعلیٰ درجہ اور ہی لیجائینگے۔ مثلاً اگر کہو۔ کہ یسوع مسیح بغیر کشتی پانی پر چلتے تھے۔ تو یاد رہے کہ حضرت موسیٰؑ نے ایسا لٹھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سمندر میں مارا۔ کہ وہ پھٹ گیا اور وہ سیال پانی الگ الگ کھڑا رہ گیا۔ کہ ہزاروں بنی اسرائیل خشک سمندر سے پار ہو گئے۔ اور فرعون کو داخل ہوتے ہی دبا لیا۔ خروج باب ۱۴ ۲۱ و ۲۲۔ ایلیا اور الیسع نے بھی دریا کو دو ٹکڑے کر دیا۔ ۲ سلاطین باب ۲ ۸ سے ۱۵۔ اگر کہو کہ یسوع نے مٹھی بھر کھانے کو بڑھا دیا تو یاد رہے۔ کہ ایلیا نے مٹھی بھر آٹے کو اور تھوڑے تیل کو بڑھا دیا۔ کہ وہ سال بھر تک ختم نہ ہوا۔ سلاطین باب ۱۷ ۱۲ سے ۱۶ تک۔ سو معجزات پیش کر کے ان سے یسوع مسیح کی خدائی کا استدلال کرنا بالکل عبث۔ بلکہ یسوع مسیح کو ایک ادنیٰ مومن کی حیثیت میں ثابت کرتا ہے۔ اور یہ بھی امکان ہے کہ کوئی ان کا دشمن صفِ کذابین میں ان کو (معاذ اللہ) شامل کر دے۔ کیونکہ خود ہی انہوں نے فرمایا ہے۔ کہ جھوٹا نبی بھی معجزے دکھا سکتا ہے ؎

آگے پادری صاحب فرماتے ہیں۔ یوحنا باب ۱۴ آیت ۹ ”جس نے مجھے دیکھا اس نے باپ کو دیکھا کیونکہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں“

جواب:۔ پادری صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس میں یسوع مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں اسی باب ۱۴ ۲۰ میں ہے۔ ”اور تم جانو گے کہ میں باپ میں اور تم مجھ میں اور میں تم میں“

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جیسے یسوع عیسائیوں میں عیسائی یسوع میں۔ ایسے ہی یسوع خدا میں اور خدا یسوع میں۔ اور سنئیے یوحنا ۱ ۱۷ باب ۲۱۔ ”جو شخص ایمان لاوے وہ بھی مسیح اور خداوند میں ایک ہے“ پس چاہیئے۔ کہ تمام عیسائی مسیح کی طرح مجسم خدا ہوں۔ اور سنئیے ۲ کرنتی باب ۶ ۱۶۔ ”کہ تم زندہ خدا کی ہیکل ہو چنانچہ خدا نے کہا میں ان میں رہونگا ان میں چلونگا۔

مسیحی صاحبان غور فرمائیں کہ تمام مخاطب ہی خدا میں لیکن ان تمام مذکورین کو جو خدا میں داخل ہونے کی وجہ سے خدا نہیں مانتے۔ لہذا یسوع کی خدائی کی یہ علّت بیان کرنا کہ وہ خدا میں ہیں اس لئے وہ خدا ہیں اس کے کیا معنے۔ کیا یہ عیسائی صاحبان کی خوش اعتقادی ہی نہیں تو اور کیا ہے ؎

صحیح مطلب ان آیات کا یوں ہے۔ کہ جو شخص اپنے سے اعلیٰ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ مثلاً کسی کا نوکر ہو یا طالبعلم یا دوست اس کی توقیر و تعظیم اس کے بڑے کی طرف منسوب ہوگی۔ اور یہی انجیلی محاورہ بھی ہے۔ مثلاً ”جو کوئی تم کو قبول کرتا ہے۔ وہ مجھے قبول کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا“ متی ۱۰ باب ۴۰۔ آگے پادری صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح عالم الغیب تھے اور یہ وصف صرف خدا میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا ثابت ہُوا کہ وہ خدا تھے ص۲۷

جواب:- پادری صاحب! اتنا بڑا دعویٰ تو کر لیا۔ کہ یسوع عالم الغیب تھے۔ لیکن کوئی دلیل نہیں پیش کی۔ اور کرتے بھی کیا۔ جبکہ کتاب مقدس اس کے خلاف بتا رہی ہے۔ لیجئے سُنئے:-

"اُس دن اور اُس گھڑی کی بابت سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں اور نہ بیٹا (یعنی یسوع مسیح) کوئی نہیں جانتا" مرقس ۱۳ باب ۳۳۔

لیجئے حضرات! یہ ہے ان کا عالم الغیب ہونا۔ جس کی وجہ سے خالی دعویٰ کر کے چپکے سے پادری صاحب آگے گذر گئے۔

پھر دیکھو صاف کتاب مقدس میں آتا ہے کہ ایک دن یسوع مسیح اپنے شاگردوں کے ساتھ جھیل کے پار گئے اور کشتی پر سوار تھے راستے میں طوفان آیا اور یسوع سوئے ہوئے اور طوفان سے بےخبر تھے"

دوسری صفت اللہ تعالیٰ کی معبود ہے۔ لیکن یسوع مسیح رو رو کر دعائیں کیا کرتے تھے +

تیسرے خدا تعالیٰ خالق ہے۔ مگر جناب یسوع مسیح کا مخلوق ہونا روز روشن کی طرح ظاہر ہے +

چوتھی صفت خدا تعالیٰ کی لا تدرکہ الابصار لیکن جناب یسوع مسیح ایسے ہی مشخص و محسوس جیسے باقی انسان۔

پانچویں خدا تعالیٰ پاک ہے۔ مگر یسوع مسیح فرماتے ہیں "کوئی مجھے نیک مت کہو کوئی نیک نہیں۔ مگر ایک خدا"

چھٹے خدا تعالیٰ غنی مگر یسوع باقی انسانوں کی طرح محتاج بلکہ احوج تمام انسانی نقائص میں مقید، تو پھر کونسی دلیل ہے جو کہ ان کی خدائی پر دال ہو +

آگے پادری صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح کو بار بار بیٹے کے لقب سے پکارا گیا ہے۔ یہ بھی ان کی اُلوہیت پر ایک دلیل ہے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ بیٹا تین ہی قسم کا ہوتا ہے حقیقی یا اصطلاحی یا مجازی پہلی دونو میں سے تو یسوع ہو نہیں سکتے۔ ورنہ لازم آئیگا کہ مریم صدیقہ خدا کی (نعوذ باللہ) جورو ہوں۔ کیونکہ حقیقی یا اصطلاحی بیٹا ہونیکی تو صرف صورت واحد یہی ہے اور کوئی نہیں۔ اس لئے حقیقی یا اصطلاحی بیٹا ہونا تو محال۔ کیونکہ یہ محال کو مستلزم ہے (یعنی مریم خدا کی جورو ٹھیریں) اور محال کا مستلزم بھی محال۔ باقی رہی تیسری قسم مجازی بیٹا ہونا سو اگر یہ کہو تو یہ یسوع مسیح کی خصوصیت نہیں۔ کیونکہ پلوٹھا بیٹا تو ابراہیم ہے۔ یرمیاہ ۳۱ باب ۹ "اسرائیل خدا کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیٹا ہے"۔ خروج ۴ باب ۲۲ - قاضی مفتی خدا کے بیٹے - زبور ۸۲ - ۶ - تمام بنی اسرائیل خدا کے بیٹے - رومی ۹ باب ۴ - ایسے بیٹے تو بہت ہیں (جو کہ پادری صاحب بھی جانتے ہونگے) لیکن یہ چند نمونہ کے طور پر ہم نے درج کر دیئے ہیں تا کہ پتہ لگے کہ مسیح تو بعد میں بیٹے بنے - پہلے بیٹے تو اور ہی ہیں - یہ سب خدا کے مجازی بیٹے ہیں اور مجازی بیٹے خدا کے - خدا نہیں ہو سکتے - لہٰذا یسوع مسیح بعد میں بیٹا بننے والا بھی خدا نہیں ہو سکتا *

پادری صاحب کی تمام دلیلیں مع جوابات آپکی خدمت میں پیش کی گئیں - اس کے بعد ہم ایک دلیل اور پیش کر کے اسکو ختم کرتے ہیں - قرآن کریم میں آتا ہے "ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صدیقة کانا یأکلان الطعام" ترجمہ - مسیح ابن مریمؑ ایک رسول ہے - ان سے پہلے بھی رسول گذرے اور اس کی ایک نیک بخت ماں ہے دونو کھانا کھایا کرتے تھے *

اس آیت میں تین باتیں مذکور ہیں - کہ مسیحؑ ایک رسول ہیں - ان کی ایک ماں تھی - وہ کھانا کھایا کرتے تھے *

ان تینوں باتوں کا عیسائی بھی انکار نہیں کرتے - اور یہ ظاہر ہے - کہ یہ عوارض و صفات ایسے ہیں جو نوع انسان کو ہی لاحق ہوتے ہیں - اور یہی عوارض ہیں جو انسان کو محتاج الی التغیر کرتے ہیں - اور یہی عوارض ہیں جو کہ اپنے معروض کو عبد اور مخلوق اور عاجز ثابت کرتے ہیں - سو یہ نتیجہ نکلا - کہ مسیحؑ ان عوارض انسانی میں مبتلا ہیں - اور جو ایسے عوارض میں مقید ہو وہ انسان ہوتا ہے لہٰذا یسوع مسیح انسان ہیں *

جامع قرطبہ

یہ وہی قرطبہ ہے جو اسپین کا عرصہ تک اسلامی دار السلطنت رہ چکا ہے - اس زمانہ میں اسکی فصیل پتھر کی تھی اور یہ بہت بڑا شہر تھا - اس میں سولہ سو مسجدیں اور نو سو حمام تھے - اور پچاس شفا خانے اور اسّی مدرسے تھے - ناصر اموی نے اسکے غرب میں ایک شہر بالائے کوہ آباد کیا تھا جس کا نام "مدینۃ الزہرا" تھا - قرطبہ کی جامع مسجد صدیاں گذر گئیں - مگر اس شان کی مسجد پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آئی - داخل ہوتے ہی وضو کا صحن آتا ہے - بہت بڑا اور وسیع - اس میں سنگتروں کے درخت لگے ہوئے اور کیاریاں وغیرہ بنی ہوئی ہیں - اسکے بعد مسجد کے آٹھ سر بفلک عالیشان دروازے ہیں - مسجد کیا ہے ایک وسیع ہال ہے لمبائی اور چوڑائی کا اندازہ کرنا مشکل ہے - ہزار ہا ستون ہیں مگر مسجد کے جس حصہ سے دیکھو اس سرے سے لیکر اس سرے تک ایک سیدھی قطار نظر آتی ہے - مسجد بہت عظیم الشان ہے اور کسی زمانہ میں ہیرے جواہرات سے مزین تھی - اس کے عین بیچ سینکڑوں تودوں کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حسناتِ محمدیہ بجواب ذنوب محمدیہ

معزز ناظرین! خاکسار کو ایک رسالہ بنام "ذنوب محمدیہ" ملا۔ جسکے مصنف پادری جی-ایل ٹھاکرداس ہیں۔ پادری صاحب نے اپنی بے علمی کی وجہ سے اور قرآن کریم کے فہم سے مطلق جاہل ہونیکی وجہ سے چند آیات کا غلط اور منگھڑت ترجمہ کر کے یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے۔ کہ حضرت رسول مقبول محمد صلی اللہ علیہ وسلم فداہ اُمّی و ابی نعوذ باللہ گنہگار تھے۔ سو میں نے ارادہ کیا ہے کہ محض فضل خدا سے ان خیالات فاسدہ اور اعتراضات جاہلانہ کا جواب دوں ؛

پہلی دلیل پادری صاحب نے یہ دی ہے۔ کہ واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات: بخشش مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور واسطے گناہ ایمان والیوں اور ایمان والوں کے لئے۔ یہاں سے صاف ثابت ہے۔ کہ آپ باقی لوگوں کی طرح گنہگار ہیں اور معصوم تو بالکل نہ رہے۔ جب معصوم نہ رہے تو رسالت خود بخود مسلوب ہوگئی۔ پس ان کی معصومیت کا دعویٰ محض مسلمانوں کی خوش اعتقادی ہے۔

اور دوسری جگہ آتا ہے لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر۔ اس آیت میں نبی صلعم نے بڑی دلیری سے اپنے آپکو گنہگار مانا اور یقین کیا +

جواب:- یہ اعتراض معترض کا عربی زبان سے بے علم ہونے پر ایک بیّن ثبوت ہے۔ انکو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ واؤ وللمؤمنين میں الاعطف تفسیری کا واؤ ہے۔ جیسے کہ تلك آيات الكتاب والذى أنزل اليك من ربك الحق (رعد ع ۱) تلك آيات الكتاب وقرآن مبين (حجر ع ۱) سو جب یہ واؤ عطف تفسیری ہو تو معنے بالکل صحیح ہونگے کہ آپ استغفار کریں اپنے لئے یعنی اپنی قوم کے مومنوں اور مومنات کے لئے۔ دیکھو یہ تو کتب مقدسہ کا بھی محاورہ ہے کہ مورث اعلیٰ کا نام لیکر قوم کو مخاطب کیا جاتا ہے (دیکھو یسوان (یعقوب) موٹا ہوا۔ استثنا باب ۳۲ ۹-۱۵) اور اس نے لات ماری تو تو موٹا ہو گیا چربی میں چھپ گیا خالق کو چھوڑ دیا" اب دیکھو یہاں صرف قوم مراد ہے اور عربی زبان کی فصاحت بلاغت کی کتب میں (مثلاً مختصر معانی مطول) یہ ایک خاص قاعدہ ہے کہ مخاطب صاحب قوم اور مراد صرف قوم۔ اب اس کی مثال قرآن میں بھی موجود ہے لئن اشركت ليحبطن عملك (اگر تو شرک کریگا۔ تو تیرے اعمال ضائع ہو جائینگے۔ اس بات سے کسی مسیحی یا یہودی یا ہندو کو بھی انکار نہیں بلکہ ان کی تصنیف کردہ کتب سے شہادت ملتی ہے۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بچپن سے ہی شرک سے نہایت متنفر تھے۔ جیساکہ راڈویل دیباچہ ترجمہ قرآن شریف صفحہ ۲۳ مطبوعہ ۱۸۶۱ء میں لکھتے ہیں:۔

"بلکہ دلیلوں سے ثابت ہے کہ محمدؐ کے سب کام اس نیک نیتی کی تحریک سے ہوتے تھے کہ اپنے ملک کے لوگوں کو جہالت اور ذلت کی بُت پرستی سے چھڑا دیں اور یہ کہ نہایت مرتبے کی خواہش ان کی یہ تھی کہ سب سے بڑے امرِ حق یعنی توحید الٰہی کا جو اُن کی رُوح پر بدرجہ غائیت مستولی ہو رہی تھی اشتہار کردیں"

آپؐ بت پرستی یعنی شرک کے بہت مخالف تھے حتّٰی کہ بیت اللہ سے بُت اگر کسی نے نکلوائے یا لات منات اور عزّیٰ وغیرہ ایسے بڑے بڑے مشہور بُت اگر کسی نے تڑوائے۔ تو وہ صرف آپؐ کا ہی مبارک وجود تھا وحی الٰہی سے پہلے ہی شرک سے بہت متنفّر تھے۔ تاریخ سیرت ابن ہشام میں ایک واقعہ آتا ہے کہ آپؐ ایک سفر مع قافلہ کر رہے تھے۔ رات کو ایک جنگل میں ڈیرا لگایا۔ تو وہاں کسی راہب کی عبادتگاہ تھی۔ وہ شام کو نکل کر قافلے کی طرف آیا۔ تو آتے ہی پہلے آپؐ سے ملا۔ اور اس راہب نے لات اور عزّیٰ کی قسم دیکر کچھ گفت گو کرنی چاہی۔ آپؐ نے فرمایا۔ آپ بے جان پتھروں کی مجھے قسم دے رہے ہیں جن سے میرا دل سخت بیزار ہے وہ میرے معبود نہیں۔ میرا معبود وہ ایک خدا ہے جو کہ ہر ایک شے کا خالق ہے سو ایسا پاک وجود جو بچپن سے شرک سے سخت بیزار تھا۔ پھر بعد از وحی اسکو شرک سے اور بھی زیادہ نفرت ہوگئی۔ تو اس کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان لئن اشرکت لیحبطن عملک محض آپؐ کی قوم کے لئے ہے۔ سو متنازع فیہ آیت میں بھی مذکورہ بالا قاعدہ کے مطابق اور کتاب مقدس کے قاعدہ کے مطابق آپؐ کی قوم مراد ہے نہ کہ آپؐ۔ دیکھو ابوجہل جیسا آپؐ کا دشمن جو کہ اپنے آخری دم تک اسی فکر میں رہا کہ محمد رسول اللہ اور باقی مسلمانوں کو دُنیا سے (نعوذ باللہ) مٹادوں۔ اور ساری عمر آپؐ کی تکذیب ہی کرتا رہا۔ لیکن آپؐ کی توحید سے محبت دیکھکر وہ بھی لاچار بول اُٹھتا ہے عشق محمد علی ربہ کہ محمدؐ تو اپنے خدا کا ہی عاشق ہو گیا ہے۔ دیکھو اتنے بڑے دشمن کی شہادت آپؐ کے قیام توحید پر ایک بڑی مضبوط دلیل ہے۔ اسی طرح اور بھی کئی شہادتیں ہیں۔ جن کو بخوفِ طوالت یہاں پیش نہیں کیا گیا۔ پس ایسے موحّد وجود کو (جس کے مذہب کا پہلا اصل ہی توحیدِ باری یعنی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ ہے۔ اور جس کی دعوت ہی تمام جہان کو یہ ہے ان لا نعبد الا اللہ) خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا لئن اشرکت لیحبطن عملک سوائے اسکے اور کوئی معنے نہیں رکھتا کہ مخاطب حقیقت میں آپؐ کی قوم ہے نہ آپؐ ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوال کے دوسرے حصے کا جواب

دنیا میں جس قدر بھی نبی آئے ہیں۔ دنیادار لوگ ان پر تہمتیں تراش تراش کر طرح طرح کی نکتہ چینیاں اور گناہ منسوب کرتے رہے۔ جو کہ حقیقت میں بالکل گناہ نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ نیکیاں ہوتی ہیں۔ لیکن ان فسقی لوگوں کو اپنے باطنی خبث کی وجہ سے گناہ اور عیوب معلوم ہوتے ہیں۔ وہ جھوٹے عیوب لوگوں کی نظروں میں ظاہر کرتے پھرتے ہیں۔ جیسے فرمایا :-

لا یغرنك تقلب الذین کفروا فی البلاد۔

مثلاً حضرت مسیح ابن مریم کی بابت ہی دیکھو۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے نبی تھے۔ لیکن یہود نے کسقدر تہمتیں لگائیں۔ اور بڑے بڑے اعتراضات کیئے۔ اسی طرح حضرت رسول مقبول پر اعتراض کئے اور انہیں بڑے بڑے گناہ شمار کیا۔ اور اپنے جیسے جہلاء تک پھیلایا۔ اور کئی قسم کے بہتان لگائے۔ اور کہنے لگے یہ جلدی خائب وخاسر ہوگا۔ سو اس کا ردّ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انا فتحنا لك فتحاً مبینا لیغفرلك اللہ ما تقدم من ذنبك وما تاخر۔ کہ اے نبیؐ یہ باطن سیاہ لوگ۔ تو آپ کی طرف طرح طرح کے گناہ منسوب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ انہی کی وجہ سے یہ دنیا میں نعوذ باللہ خائب وخاسر ہو جائیگا۔ سو اللہ تعالےٰ نے ظاہر اور غالب فتح تجھ کو دی تا کہ ان کے خود تراشے ہوئے گناہ جو کہ حضرت نبی کریم صلعم کی طرف منسوب کرتے تھے۔ انکو پتہ لگ جائے کہ یا تو وہ گناہ ہی نہیں تھے جن کو ہم گناہ سمجھتے تھے۔ بلکہ وہ نیکیاں تھیں یا وہ محض بہتان تھے جن کا اصل کوئی نہیں تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا ایسی کھلی کھلی فتح دینا۔ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ آپؐ گنہگار بالکل نہیں تھے۔ یہ فتح آپؐ کی پاکدامنی کی ایک بیّن شہادت ہے ؛

اس صورت میں اس آیت کے معنے یہ ہونگے۔ کہ جو ذنب تیری طرف منسوب کیئے گئے ہیں نہ یہ کہ حقیقت میں وہ ذنب ہیں۔ اس کھلی کھلی فتح سے اللہ تعالیٰ نے ان کو دُور کر دیا۔ اور یہ باطن سیاہ معترض بھی سمجھ گئے کہ یہ نبی حقیقت میں ہی معصوم ہے۔ کیونکہ یہ کھلی کھلی فتح اس کی شہادت دے رہی ہے ؛

دوسرے اس آیت کے یہ معنے بھی ہیں کہ کفار مکہ نے مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم کیئے تھے اور کئی قسم کی تکالیف پہنچائی تھیں کئی خون بہائے تھے کئی مسلمان تباہ کیئے تھے کئی زخمی کیئے اور اکثر کو لوٹا مارا گویا کہ کئی قسم کے گناہ مسلمانوں کی مخالفت میں کیئے اور حضرت رسول کریم صلعم کو تو از حد تکالیف دشمنوں نے پہنچائیں۔ آپؐ کو نماز پڑھتے وقت گھر کو جاتے وقت باہر نکلتے وقت سوتے وقت الغرض ہر وقت اور ہر حالت میں ہی تکالیف دیں اور اس وجہ سے ایک بڑے گناہ اور جرم کے مرتکب خدا تعالیٰ کے نزدیک ٹھیرے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تجھ کو یہ کھلی کھلی فتح اس لئے دی کہ وہ گناہ جو کہ کفار نے تجھ کو اور تیری قوم کو تکلیفیں دے دیکر کیئے ہیں وہ گناہ معاف ہو جائیں یعنی وہ تیرے پاس آئیں اور تو انہیں معاف کرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی ان کا یہ گناہ معاف ہو۔ سو جب فتح مکہ ہوئی تو تمام کفار گروہ در گروہ ہو کر حضورؐ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ حضورؐ نے ان کی حالت پر رحم کر کے فرمایا لا تثریب علیکم الیوم وانتم الطلقاء لوجہ اللہ کہ جاؤ تمہاری سب خطائیں جو تم نے وقتاً فوقتاً کی ہیں تمہیں معاف تم سب آزاد ہو۔ تمہیں ان تمہارے گناہوں کی خاطر کوئی پرسش نہیں ہوگی۔ سو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ اور ان کے مظالم کی معافی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ورنہ فتح کے بعد معافی و مغفرت کے کیا معنے۔ ہاں یہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ مخاطب تو صرف حضرت رسول مقبول صلعم ہیں کیونکہ ضمیر واحد مخاطب کی ہے سو اس کی بابت ہم اوپر دلیل و شواہد سے بتا آئے ہیں کہ مخاطب قوم کا سردار ہوتا ہے اور مراد سردار مع قوم بلکہ بعض دفعہ محض قوم ہی مراد ہوتی ہے۔ اس کی مثالیں کتاب مقدس اور قرآن کریم میں ملتی ہیں۔ لہٰذا یہ اعتراض بھی صحیح نہیں +

دوسرا اعتراض:۔ قرآن کریم میں آیا ہے۔ یُرِیدُ اللّٰہُ ان یُّخفِّف عنکم وخلق الانسان ضعیفا۔ اللہ ارادہ کرتا ہے کہ تم سے (گناہوں کو) ہلکا کرے اور پیدا کیا گیا ہے انسان کمزور دوسرا اور (حضرت) محمد صاحب اپنی بابت لکھتے ہیں قل انما انا بشر مثلکم کہ میں بھی تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں سو وہ کمزوری یعنی گناہ انسانی آپ میں پایا گیا۔ اور معصومیت بھی جاتی رہی +

جواب:۔ یہ سوال بھی پادری صاحب کی لاعلمی پر دال ہے۔ دیکھو عنکم میں کہ ضمیر جمع مذکر مخاطب ہے مراد حضرت رسول کریم صلعم تو ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جمع کی ضمیر واحد کے لئے لانی تو کسی صورت میں بھی صحیح نہیں تو مطلب اب یہ ہوا کہ اے لوگو! تم طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا تھے۔ رات دن بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ وحشیوں کی طرح آپس میں لڑتے تھے۔ قسم قسم کی بدعات و رسوم کے بیجا بوجھ اپنے سروں پر اٹھائے ہوئے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان بیجا مصائب کے بوجھوں سے تم کو نجات دے اور ضلالت کے سمندر سے تمہیں نکالے۔ تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو مبعوث فرمایا جیسے کہ دوسری جگہ فرمایا ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین یعنی وہی خدا ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک نبی (محمد صلعم) کو بھیجا۔ جو کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو حکمت اور کتاب الٰہی سکھاتا ہے۔ اور وہ تمام اس کے (آنے سے) پہلے صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔ سو اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر رحم فرما کر لوگوں کے گناہوں کی تخفیف کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ جس نے بُت پرستی اور بدعات و ضلالت کے طوقوں کو لوگوں کی گردنوں سے اُتارا۔ اور اُن درندوں جیسے خونخوار انسانوں کو باخدا انسان بنایا۔ تو ساتھ ہی یہ بھی ڈر تھا۔ کہ اسکو کہیں خدا نہ لینے لگیں۔ اسلئے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ کہ اے نبی آپ یہ بھی فرمادیں کہ میں تمہارے جیسا انسان اور تمہارا ہی بھائی ہوں۔ میں نہ اللہ اور نہ ہی اللہ کا بیٹا ہوں۔ اس غلطی کا احتمال تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آپ سے کہلوا دیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ آجتک ہرچند آپ کا عشق لوگوں کے دلوں میں اسقدر ہے کہ اپنا جان و مال آپ کی محبّت میں قربان کرنا بالکل معمولی سمجھتے ہیں۔ لیکن آپ کو ابن اللہ کوئی نہیں کہتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کے آگے محمد رسول اللہ بڑھا دیا کہ دین نصاریٰ والا مغالطہ کہیں مسلمانوں میں نہ پھیل جائے۔ سو پادری صاحب اصل مطلب یہ ہے۔ جس کو نہ سمجھنے کی وجہ سے خود بھی غلطی کھائی اور لوگوں کو بھی مغالطہ دے رہے ہیں ؂

تیسرا اعتراض:۔ قرآن میں آتا ہے ووجدک ضالاً فھدیٰ۔ یعنی تجھ کو گمراہ پایا اور ہدایت عطا فرمائی۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر خدا سیدھی راہ نہ دکھاتا تو آپ ہلاک ہوجاتے صریحاً یہاں سے آپکا گنہگار ہونا ثابت ہوا ؂

جواب:۔ کیا ہی اچھا کہا گیا ہے۔ ؎

کیڑا جو دب رہا ہے گوبر کی تہ کے نیچے ؂ اسکے گماں میں اس کا ارض و سما یہی ہے

پادری صاحب خود تو علم عربی کے سمجھنے سے قاصر اور اعتراض قرآن کریم پر ضال کے معنے صرف گمراہ ہی کے نہیں۔ بلکہ اس کے معنے عاشق اور محب کے بھی آتے ہیں دیکھو سورۃ یوسف ع انک لفی ضلالک القدیم۔ یہ بات یوسف کے بھائی حضرت یعقوب علیہ السلام کو کہہ رہے ہیں۔ یہاں ضال کے معنے گمراہ کے ہرگز نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گمراہی کی نفی کرتا ہے:۔ ماضل صاحبکم وما غویٰ تو مطلب اس آیت کا یہ ہوا کہ تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبّت مضمر تھی اور عشق الٰہی زور مار رہا تھا۔ کہ آپ کئی کئی دن بغیر زاد کے غاروں میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے تھے۔ اور ہر وقت آپ اللہ تعالیٰ کی طلب میں تھے۔ اور قوم کی فکر میں تھے۔ کہ کسی طرح ان کے گلے سے ۔۔۔ بُت پرستی کا طوق اُترے۔ اُدھر خدا کی محبّت کا جوش دل میں موجیں مار رہا تھا۔ اِدھر قوم کی تباہی کا رنج تھا۔ اور ان کو بچانے کی تڑپ لگی ہوئی تھی۔ سو اللہ تعالےٰ نے آپ کو ہادیٔ اقوام بنایا۔ اور اپنا حقیقی عاشق دیکھ کر اپنی محبّت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے چُن لیا ÷

آگے صفحہ ۲۱ پر لکھتے ہیں :۔

"قرآن کریم کے مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ غیر مسلمان کا مال لُوٹ لینا۔ جو محمدؐ کو نہ مانے اسکو قتل کر دینا۔ غیروں کی عورتوں کا لالچ کرنا قسم توڑنا بدلہ لینا اور کعبہ پرستی محمدؐ صاحب کے نزدیک بُرے کام نہیں تھے۔ (آگے لکھتے ہیں) اور اس لئے ایسے گناہوں کی معافی مانگنے کی بھی آپ پرواہ نہ رکھتے ہونگے"

جواب :۔ پادری صاحب تعلیم قرآنی سے بالکل جاہل ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جیسا کہ اوپر ہم بتا آئے ہیں۔ لیکن وہی مسیحی غزوات یا اور جو بائیبل میں درج ہیں ان کو یاد کر کے حضرت رسول کریمؐ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ذیل میں نمونہ کے طور پر کتاب مقدس کے چند حوالے پیش کرتے ہیں :۔ پیدائش ۳۴ باب ۲۵ آیت کس فریب اور دھوکے سے سکم اور حمود اور ان کے شہر والے بنی اسرائیل کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ استثنا ۳ باب ۴۔ اور ہم نے اُسی وقت اُسکے سب شہر لے لئے وہاں ایک شہر بھی نہ رہا جو ہم نے ان سے نہ لیا۔ ایضاً باب ۳ آیت ۱۰ و ۱۳۔ جزیہ لینا اور لُوٹ مار نا اور خوبصورت عورت کا پسند کرنا۔ ایضاً ۷ باب ۲ آیت۔ جب تیرا خدا سات قوموں کو تیرے حوالے کرے انہیں ماریو حرم کیجیو اُن سے عہد نہ کریو انپر رحم نہ کریو۔ یشوع باب ۶ آیت ۲۱۔ الٰہی فرشتہ یشوع کا لشکر ہو کر آیا تب اس یشوع نے تمام لوگوں کو جو شہر میں تھے کیا مرد کیا عورت کیا جوان کیا بوڑھا کیا بیل کیا بھیڑ اور گدھا سب کو یک لخت ہلاک کیا نہ تیغ کیا حرم کیا۔ یشوع ۶ باب ۲۱ آیت۔ متی ۲۴ باب ۳۱ = یسوع مسیح فرماتے ہیں :۔ "جب میں آؤنگا۔ دنیا کی ساری قومیں چھاتی پیٹیں گی" اور سُنئے :۔ متی ۸ باب ۳۲۔ سوروں کے غول کو مسیح نے ہلاک کیا۔ پادری کلارک کے بیان کے مطابق وہ دو ہزار تھے۔ متی ۷ باب ۶۔ جو پاک ہے کُتّوں کو مت دو اور اپنے موتی سوٗروں کے آگے مت پھینکو۔ اس سے معلوم ہُوا کہ سوٗر اور کُتّوں سے مراد آدمی بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ چند حوالے ناظرین کی خدمت میں ملاحظہ کے لئے پیش کئے جاتے ہیں ÷

اس کے بعد ہم قرآن کریم کی چند آیات درج کرتے ہیں :۔ لا اکراہ فی الدّین۔ یہ لا نفی جنس کا ہے یعنی دینی معاملہ میں کسی قسم کی زبردستی بھی ۔ ۔ ۔ جائز نہیں۔ وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا۔ اللہ کے راستے میں تم ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں لیکن زیادتی نہ کرنی۔ انما انت نذیر وما انت علیہم بوکیل۔ تیرا کام تو صرف ڈرانا ہے تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انپر کوئی کارساز نہیں ہے۔ وانما علیک البلغ و علینا الحساب۔ یعنی اے نبی آپ حکم کو پہنچا دیں منوانا یا نہ منوانا تمھارا کام نہیں ان کا حساب میرے ذمہ ہے ۔

اے متعصب پادری ذرا اس تعصب کی پٹی کو دل کی آنکھوں سے کھول تو تجھ کو پتہ لگے کہ تم شیش محل میں بیٹھ کر پتھروں کے مضبوط قلعہ پر کنکر پھینک رہے ہو۔ اور وہی اپنے پرانے ظلم ہم پر لگا رہے ہو۔ مسلمان تو پہلے دشمنوں کے ستائے ہوئے غاروں میں کئی سال پناہ گزیں رہے۔ پھر ملک حبشہ میں ایک عیسائی بادشاہ کے پاس رہے۔ مگر وہاں بھی کفار پہنچ گئے۔ پھر کچھ دیر بعد حبشہ سے واپس مکہ میں آئے۔ تو پھر وہی حالت بلکہ پہلے سے بھی بڑھکر تکلیفیں کفار نے دینی شروع کیں۔ ناچار چھپ چھپ کر مدینہ کو ہجرت کی۔ مگر وہاں بھی کفار فوج لیکر جنگ کے لئے گئے اور مدینہ کے یہودی بھی کفار کی حمایت میں تھے۔ جب کوئی چارہ نہ بن آیا۔ تو پھر اپنی جانیں بچانے کے لئے مجبوراً تلوار اٹھائی۔ مگر ساتھ ہی حضرت رسول مقبول صلعم نے حکم صادر فرمایا۔ کہ بچے کفار کے نہ قتل کیے جائیں۔ زیادہ بوڑھے اور عورتیں ہرگز نہ قتل کی جائیں ان کے درخت نہ کاٹے جائیں۔ مویشی نہ جلائے جائیں۔ مذہبی لوگ یعنی پادری راہب قاضی وغیرہ نہ مارے جائیں۔ اتنی قیود سے تلوار اٹھائی (سیرت ابن ہشام و ترمذی شریف)

اب اس سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ جنگ کی غرض محض اپنی جانیں بچانی تھیں۔ اور دین کو اللہ کے لئے خاص کرنا نہ کہ اور کچھ۔ اے پادری صاحب ذرا انصاف سے کہنا کہ ان جنگوں کے بالمقابل جن کے چند نمونے میں نے اوپر بیان کیے ہیں۔ یسوع وغیرہ کی جنگ جس میں عورت و مرد بچے بوڑھے گھوڑے بیل درخت وغیرہ سب کچھ تباہ کر دیئے گئے تھے یہ جنگ کوئی حقیقت رکھتے ہیں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اس پر اعتراض کرنے کے کیا معنے ۔

باقی دوسری بات لوگوں کی عورتوں کا پسند کرنا۔ اس کی بابت یہ عرض ہے کہ حضرت رسول کریم ایک اعلیٰ خاندان کے آدمی تھے۔ اگر آپ چاہتے تو عمدہ سے عمدہ خوبصورت باکرہ کنواری لڑکیوں سے شادی کر سکتے تھے۔ لیکن آپ نے پچیس سال کی عمر میں اس چالیس سالہ عورت سے شادی کی جو کہ دو دفعہ بیوہ ہو چکی تھی۔ پھر تریپن برس کی عمر کے بعد جب انتہائی قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں آپ نے چند بیوہ عورتوں سے نکاح کیے۔ اگر آپ کو عورتوں یا مال یا حکومت مدِ نظر ہوتی تو جس دن کفار نے یہ مشورہ کر کے عکرمہ کو بھیجا تھا کہ جا کر (سیدنا) محمدؐ سے کہو کہ اگر تو بتوں کو برا اس لئے کہتا ہے کہ تجھے خوبصورت عورتیں ملیں تو جس کو تو پسند کرے اور جتنی چاہے ہم ابھی لا دیتے ہیں۔ اگر آپ کو بادشاہت کی ضرورت ہے تو ہم آج ہی آپ کو بادشاہ بنا دیتے ہیں۔ اگر مال چاہتے ہو تو سونے کے ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ اس پر آپ نے ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آیت قرآنی پڑھکر اس کو صاف جواب دیا کہ مَیں تو توحید الٰہی کو قائم کرونگا۔ ان دنیاوی چیزوں کا طالب نہیں (دیکھو مفصل سیرت ابن ہشام اور باقی کتب تاریخ)

اے میرے دوست معترض اگر آپ کو عورتیں یا مال یا حکومت کا شوق ہوتا جیسا کہ آپ کا خیال ہے تو وقت تھا جبکہ کفّار گھر آکر کہہ رہے تھے۔ لیکن آپؐ کا صاف انکار کرنا۔ اس بات کا ایک بیّن ثبوت ہے کہ آپؐ کو عشق الٰہی تھا نہ اور عورتوں کا۔ ہم ایک عیسائی کی شہادت پیش کرتے ہیں: تاکہ معترض کو اپنی جہالت پر یقین ہو۔ گاڈفری ہگنس اپالوجی مطبوعہ ۱۸۳۹ء لکھتا ہے:۔

"محمدؐ کے رَوَیّے جانچنے میں تم کہتے ہو آپؐ شریر اور مکّار (نعوذ باللّٰہ) تھے۔ ہم کہتے ہیں آپؐ زمانے کے سقراط تھے۔ جب ہم آپؐ کو بُرائیوں سے متصف سُنتے ہیں۔ تو آپؐ کے رویّے کی طرف نظر کرتے ہیں جو فریقین کے قول سے ابتدائے اور ایّام شباب میں رہا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں اس عجیب رویّے سے آپؐ نے کیا مقصد سوچا؟ اس کا یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ آپکا مقصد دو حظ نفسانی تھے۔ اوّل عورتوں سے عشرت کرنا۔ دوسرے بلند حوصلگی۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں۔ کہ دنیا میں کوئی بات اس کے مثل اور بھی پائی جاتی ہے۔ اگر عورتوں سے عشرت مقصود تھی تو یہ عجیب و غریب معاملہ ہے کہ آپؐ نے ۲۵ برس کی عمر میں جو وقت کہ خاص جوش جوانی کا خیال کیا جاتا ہے۔ صرف خدیجہؓ ہی سے نکاح کیا جو آپؐ سے ۱۵ برس بڑی تھیں۔ اور گو بموجب قواعد اپنے ملک کے آپ بہت سے نکاح کر سکتے تھے۔ مگر آپؐ اس قاعدے سے متمتّع نہ ہوئے اور تاحین حیات اسی بیوی کے ساتھ ۲۷ برس مع عیال کثیر نباہ کیا۔"

اے میرے دوست معترض ذرا کتاب مقدّس کا خونی نقشہ اور لوگوں کی عورتوں کو ایک مرد کے لئے دو حرم بتانا اور جنگوں میں بوڑھا بچّہ عورت مرد حتیٰ کہ مویشی بھی قتل کیئے (یشوع) ذرا اُس نقشہ کو دماغ سے نکالکر سوچو تو سہی کہ یہ ظلم ہے یا وہ۔ کتاب مقدّس کے حیرت انگیز قتل و غارات۔ کیا اسپر قرآن کریم کو قیاس کرنا بالکل بے انصافی نہیں؟ باقی رہا بدلہ لینا معلوم ہوتا ہے وہی کتاب مقدّس کی سختی یاد آگئی ہے۔ "تیری آنکھ ہرگز مروّت نہ کرے آنکھ کے بدلے آنکھ دانت کے بدلے دانت۔" جناب من مَیں نے پہلے بھی عرض کی تھی۔ کہ کتاب مقدّس کا خونی نقشہ اپنی کم علمی کی وجہ سے آپ قرآن کریم پر چسپاں کر رہے ہیں۔ قرآن کریم میں بدلہ کی بابت آتا ہے۔ جزاءُ سیئۃ سیئۃ مثلھا ومن عفیٰ واصلح فاجرہٗ علی اللّٰہ۔ جتنی بُرائی تم سے کی گئی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اتنی ہی سزا دو۔ لیکن جو معاف کرے اور صلح کرے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے ۔

اس پر عمل بھی ہوا۔ جس کی ایک مثال درج کرتا ہوں۔ جو کہ سیرت ابن ہشام اور باقی کتب تواریخ میں آتی ہے۔ بلکہ ہندو مصنّفوں نے بھی جنہوں نے حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم کی سوانحمری لکھی ہے مثلاً ستیارتھ پرکاش وغیرہ سب نے اس واقعہ کو لکھا ہے کہ حضرت رسول کریمؐ ایک دن درخت کے نیچے سوئے ہوئے تھے کہ ایک یہودی نے دیکھا وہ چپکے سے آیا اور آپؐ کی ہی تلوار جو کہ درخت سے لٹک رہی تھی اس کو کھینچ کر آپؐ کے سرہانے کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ اگر میں تجھے قتل کر دوں تو تیرا کون رکھوالا ہے اللہ اکبر۔ بآواز بلند فرمایا۔ میرا بچانے والا خدا تعالیٰ ہے۔ آپؐ کا فرمانا ہی تھا کہ یہودی کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور خود بھی زمین پر گر گیا۔ پھر آپؐ نے وہی تلوار پکڑی یہودی سے کہا کہ بتا اگر میں تجھے قتل کر دوں تو تیرا کون بچانے والا ہے۔ اس نے کہا کوئی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں تجھے بھی وہی بچانے والا ہے جس کا میں نے نام لیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا جا میں تجھے معاف کرتا ہوں تو تھوڑی دیر بعد وہیں وہ ایمان لے آیا۔ سو وہ تلوار اخلاق کی تلوار تھی۔ جس کا قتل کیا ہوا۔ کہیں جا سکتا ہی نہیں۔ یہ وہ تلوار نہیں جس کا کتاب مقدس میں ذکر ہے۔ اور وہی آپ کو بار بار یاد آ رہی ہے۔ میں دعوی سے کہتا ہوں۔ کہ یسوع مسیح کی ایک تو ایسی مثال پیش کر دو کہ اسکو ایسا موقعہ پیش آیا ہو اور اس نے ایسے اخلاق دکھائے ہوں۔ میں دعوی سے کہتا ہوں۔ تم ہرگز نہیں دکھا سکو گے۔ ہاں یہ ہو گا۔ کہ ایک عورت نے روٹی مانگی تو کہا کہ بچوں کی روٹی کتوں کے آگے ڈال دینی اچھی نہیں۔ اور حضرت رسول کریمؐ کی بیسیوں بلکہ سینکڑوں مثالیں اس سے بھی بڑھکر ہیں مثلاً کفار مکہ نے اسقدر تکالیف دیں کئی مسلمان جان سے مار دیئے۔ بعضوں کے بچے مار دیئے۔ مکان چھینے گئے۔ مال لوٹے گئے۔ لیکن جس دن فتح مکہ ہوئی۔ اور وہی آپؐ کے دشمن آپؐ کے سامنے لائے گئے۔ تو وہ مارے ڈر اور اپنی پرانی کرتوتوں کو یاد کر کے رو رہے تھے۔ کہ خبر نہیں کیا ہو گا۔ لیکن میں قربان جاؤں اس مقدس انسان پر جس نے صاف فرمایا لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین اذھبوا انتم الطلقاء جاؤ تمھیں آج کسی قسم کی ملامت نہیں اللہ تمھیں معاف کریگا۔

ان اعتراضات کا جواب دینے کے بعد ہم ایسا طریق پیش کرتے ہیں جسکے ذریعے بآسانی فیصلہ ہو جائیگا کہ آیا یسوع مسیح بے گناہ اور قوت قدسیہ سے پُر تھے یا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اس طریق کو ہر شخص یہودی ہو یا عیسائی عربی ہو عجمی۔ سب مانتے ہیں۔ کتاب مقدس میں آتا ہے درخت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے" اور اسی کا ہم معنے یہ عربی مقولہ ہے۔ عن المرء لا تسئل وسل عن قرابینه۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم کیسے لوگوں میں تشریف لائے اور آپؐ کی عصمت و قوّت قدسیہ کا ان پر کیا اثر ہوا؟ اور حضرت یسوع مسیح کس قوم میں آئے اور ان کے بے گناہ ہونیکا انکی قوم پر کیا اثر ہوا؟۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس قوم میں ہوئے تاریخ بڑے زور سے اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ وہ کسی مذہب کے پابند نہیں تھے۔ بُتوں کی اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے۔ خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بُت تھے۔ اور باقی ہر گھر میں ایک سے زیادہ بُت تھے۔ گویا جتنے گھر تھے خدا ان کے ان گھروں کی تعداد سے کئی گنے زیادہ کوئی درختوں کی پوجا کرتا تھا کوئی سیاروں کی کوئی جنّ بھوت کی جزا و سزا کے منکر باہمی جنگ بغض عناد و کینہ قمار بازی خونریزی زناکاری ان میں باعث فخر تھی جو زیادہ گندے شعر کہے وہ ہی زیادہ شریف شمار ہوتا تھا۔ ہندوستان کا یہ حال کہ مرد کی شرمگاہ جس کو لنگ کہتے ہیں اور عورت کی شرمگاہ جس کو بھگ کہتے ہیں ان کی پوجا ہوتی تھی۔ اور ایران میں آگ اور ستاروں کی عبادت و پرستش کی جاتی تھی۔ اور شمال و مغرب میں رومن کیتھولک وغیرہ عیسائی رات دن ایک عاجز انسان کو خدا کہتے تھے گویا زمین کے کسی حصے میں بھی توحید کا نام و نشان نہیں تھا۔ اور عرب کے لوگ درند و چرند سے بدتر کیونکہ درند و چرند اپنے بچّوں کو محبّت سے پرورش کرتے ہیں مگر یہ لڑکی زندہ کو جبتک دفن نہ کریں ان کو روٹی نہیں ہضم ہوتی تھی۔ شراب رات دن پانی کی طرح پینا جوا کھیلنا ایسے اندھیرے میں حضورؐ تشریف لائے اور ان لا تعبدوا الا اللہ اور لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ بلند کیا۔ یہ مبارک آواز ان جاہلوں پر بجلی سے بھی زیادہ اثر کر گئی۔ وہ عرب جن کے ہزاروں خدا تھے۔ صرف ایک خدا کی بندگی کرنے لگے وہ لوگ جو مریم اور مسیح دو کو خدا مانتے تھے ان میں سے بہت انصاف پسند جلدی آپؐ کے ذریعہ شربت توحید سے سیراب ہوئے۔ وہ عرب جن کا رات دن کام ہی شراب پینا تھا۔ جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے۔ ؎

نشربها فتترکنا ملوکاً + واسداً الا ینهنهها اللقاء

کہ جب ہم شراب پی لیتے ہیں تو ہم ایسے بادشاہ اور شیر ہو جاتے ہیں۔ جنکو کوئی جنگ سے نہیں روک سکتا ایسے شرابیوں کو آپؐ ایک آواز دیتے ہیں۔ حرمت علیکم الخمر۔ یہ قول بجلی سے بڑھکر ان میں اثر کرتا ہے کہ وہ شراب کے عادی اس طرح یکدم شراب کے مٹکوں کو توڑتے ہیں کہ مدینہ کی گلیوں میں پانی کی طرح شراب بہ رہی ہے (ترمذی شریف) چنانچہ ایک صحابی کہتا ہے کہ ہم کئی آدمی حسب دستور اکٹھے ہو کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شراب پینے لگے تھے۔ اور میں ایک جام بھر کر کسی کو دینے لگا تھا کہ حضورؐ کا یہ حکم پہنچا یکا یک تمام شراب گرادی اور برتن توڑ دیئے شراب اس دن مدینہ کی گلیوں میں بہ رہی تھی۔ اسی طرح جوا کو انہوں نے ترک کیا۔ پھر وہ عرب جن میں اطاعت کرنا موت سے بھی بڑھکر تھا آپؐ کی برکت سے یہ نتیجہ نکلا کہ صحابہؓ کی قلیل تعداد اور وہ بھی بے سروسامان۔ اور کفار کی مقابلہ میں تعداد کثیر مع سروسامان دیکھ کر حضورؐ نے خیال کیا کہ ایسا نہ ہو یہ تھوڑے ہیں ان کثیر کو دیکھ کر گھبرا جائیں۔ جب صحابہؓ نے حضورؐ کے چہرے پر غم کے آثار دیکھے تو فرمایا حضورؐ آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ نقول کما قال بنو اسرائیل فاذھب انت وربك فقاتلا انا ھھنا قاعدون بل نقول فاذھب انت وربك فقاتلا انا معكما مقاتلون یعنی آپؐ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بھی بنی اسرائیل کی طرح آپؐ کو کہیں گے کہ آپؐ اور آپکا خدا جائیں اور لڑیں اور ہم یہاں بیٹھتے ہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں بلکہ آپ اور آپ کا خدا لڑیں ہم آپؐ کے ساتھ لڑینگے ؛

پھر وہ عرب جن میں کسی سے محبت کرنا تو کجا اپنی لڑکیاں زندہ دفن کرنا فخر سمجھتے تھے۔ محض اسی پاک رسولؐ کے آنے سے وہ لڑکیوں کو تعلیم دینے لگ گئے اور ان کی یہاں تک عزت ہوئی کہ ان کو لڑکوں کی طرح باقاعدہ وارث بنایا اور محبت یہاں تک بڑھی جس کا اندازہ ان دو شعروں سے آپ لگا سکتے ہیں جو کہ حضورؐ کی وفات پر حضرت حسان بن ثابت نے کہے ہیں:-

كنت السواد لناظری ؛ فعمی علیك الناظر
من شاء بعدك فلیمت ؛ فعلیك كنت احاذر

یعنی اے پیارے رسولؐ تو تو میری آنکھ کی پتلی تھا تیرے مرنے سے میری آنکھ اندھی ہو گئی اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو تیری ہی موت کا ڈر تھا ؛

پھر چشمۂ توحید جو آپؐ نے جاری فرمایا۔ اس سے محض وہی عرب ہی سیراب نہ ہوئے بلکہ ہندوستان کے لنگ پرست ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں توحید کے شربت سے سیراب ہوئے۔ مجملاً اور نہایت مختصر الفاظ میں میں نے حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم کیحالت کا نقشہ کھینچ دیا۔

اب حضرت یسوع مسیحؑ کی بابت سنیئے آپ اس قوم بنی اسرائیل میں آئے جن میں نہ صرف نبی ہی آچکے تھے اور کتابیں ہی نازل ہو چکی تھیں بلکہ وہ خود قوم ہی نبیوں کی اولاد تھی اور آپ محض انہی چند قبائل کیلئے مبعوث ہوئے اور انہی کی اصلاح کرتے رہے جیسا کہ وہ فرماتے ہیں اور اپنے مبلغوں کو نصیحت بھی فرماتے ہیں

" سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا میں محض بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کیلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھیجا گیا ہوں"

سو جس طرح انہوں نے اپنی بعثت کی غرض و غایت بیان فرمائی ہے۔ اس کے مطابق وہ ساری عمر اس مذہب قوم کو جو کہ نبیوں کی اولاد تھی تبلیغ کرتے رہے۔ لیکن صرف ۱۲ آدمی آپ پر ایمان لائے پھر انہی بارہ میں سے ایک خاص مرید نے یہودیوں سے ۳۰ روپے رشوت لیکر اپنے آقا کو پکڑوا دیا۔ جب یسوع مسیح پکڑے گئے تو آپکے باقی پیارے شاگردوں میں سے ایک شاگرد سے پوچھا گیا کہ کیا تو بھی اسے (مسیح) مانتا ہے اس نے صاف انکار کیا اور تین دفعہ یسوع مسیح پر لعنت بھیجی اور کہا مجھے تو پتہ ہی نہیں کہ یہ کون ہے۔ باقی رہے ۱۰ سو ان بیچاروں نے جب دیکھا کہ یہ حالت ہے۔ انہوں نے بھی جلدی سے اپنی اپنی راہ لی۔ اسکو اخبار نور افشاں ۱۲ جون ۱۹۲۳ء نے یوں بیان فرمایا:۔

"اس (یسوع) نے (حواریوں) کو کوئی تحریری انجیل نہیں دی کوئی شریعت عطا نہ فرمائی۔ ان کی معجزانہ رنگ سے کوئی کمزوری دور نہ کی نہ معجزانہ طور سے ان کی عملی و ذہنی و عقلی قویٰ کو بڑھایا۔ البتہ معمولی طور سے ان کو تعلیم دی اپنے کارہائے عظیم انکو دکھائے۔ اس (یسوع) کی زمینی زندگی کی محنتوں کا اسقدر اثر اسکے شاگردوں کی زندگی پر ہو سکا کہ وہ اسے مسیح موعود یقین کر سکیں مگر ان کا یہ اعتقاد بھی ان خیالات سے محفوظ نہ تھا جو یہودی قوم میں مسیح موعود کی بابت پھیلے ہوئے تھے یسوع ناصری کے مسیح موعود ہونیکا عقیدہ گو ان کے دلوں میں گھر کر چکا تھا۔ مگر یہ بھی سچ ہے۔ کہ یسوع مسیح کی صلیبی موت کے دن تک وہ اپنے اس اعتقاد پر اپنے آپ کو نثار کرنے کے لئے ہرگز تیار نہ تھے بلکہ یسوع مسیح کی صلیبی موت کے ساتھ ان (مریدوں) کی تمام امیدیں مصلوب ہو گئی تھیں۔ اور وہ اپنی جانیں بچاتے تھے۔"

اے انصاف پسندو! خواہ آپ اسلام سے تعلق رکھنے والے ہو یا مسیحیت سے۔ ذرا خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے فیصلہ کرنا کہ جناب یسوع مسیحؑ کی مقرر کردہ کسوٹی کے ماتحت۔ "درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے" کیا یہ صحیح نہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم جناب یسوع مسیح سے تقویٰ و نیکی اور عصمت و پاکدامنی میں اور قوت قدسیہ میں کہیں بڑھکر تھے اگر تھے اور یقیناً تھے تو ان لغو اعتراضات کے کیا معنے ہیں ✤

احباب! ریویو کی توسیع اشاعت کی خاص طور پر سعی اور کوشش فرمائیں تاکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منشاء پورا ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سِلسلہ احمدیہ کی تعلیم

۱۔ سِلسلہ احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے جو اپنے دوبارہ آنے کی خبر دی تھی وہ بانی سلسلۂ احمدیہ کے وجود میں پوری ہو گئی ہے۔ اور یہ کہ دنیا کا نیا دور اب اسی تعلیم پر مبنی ہوگا جو مسیح موعود علیہ السلام نے دی ہے ؛

۲۔ سلسلۂ احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اور دوسرے انبیاءؑ کی پیشگوئیوں کے مطابق جس نجات دہندہ نے دنیا کو خدا تعالیٰ کی آخری شریعت سکھانے کے لئے آنا تھا، وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بانیٔ مذہب اسلام تھے۔ آپؐ کے وجود میں گذشتہ انبیاءؑ کی سب پیشگوئیاں پوری ہو گئیں۔ آپؐ آخری شریعت لانیوالے رسول تھے اور قرآن کریم آخری شریعت کی کتاب ہے آنحضرت صلعم کے بعد کوئی اور ایسا رسول نہ نیا نہ پرانا آسکتا ہے جس نے آپؐ سے فیض حاصل نہ کیا ہو اور جس کا کام آپؐ کا کام نہ کہلا سکتا ہو۔ کیونکہ دنیا کی ابدی اُستادی کا مقام صرف آپؐ کو ہی حاصل ہے۔ اور کوئی شخص اس میں آپؐ کا شریک نہیں ہو سکتا۔ اور اسی وجہ سے آپؐ نبیوں کی مہر کہلاتے ہیں ؛

۳۔ مذکورہ بالا عقیدہ کے ماتحت سِلسلہ احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کا کام صرف قرآن کریم کی تشریح اور اس کے مطالب کا ہی بیان تھا۔ ورنہ اس نے کوئی جدید تعلیم نہیں دینی تھی۔ بالکل اسی طرح جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا یہ کام تھا۔ کہ وہ تورات کی تشریح کرتے ؛

۴۔ سلسلہ احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ اس دنیا کا پیدا کرنیوالا۔ ایک خدا ہے۔ اس نے دنیا کو اپنے ارادے اور اپنے حکم سے پیدا کیا ہے۔ وہ ازل سے ہے۔ اور اس کے لئے فنا نہیں۔ وہ مالک ہے سب قدرتوں کا۔ اور قادر ہے اپنی مشیت پر۔ اور اس وجہ سے کسی بیوی یا بیٹے یا مددگار کا محتاج نہیں۔ واحد ہے۔ لاشریک ہے۔ بڑے سے بڑا انسان خواہ کوئی ہو۔ اس کا بندہ اور اس کا فرمانبردار ہے انسان کے لئے اس کی پرستش کے سوا کسی کی پرستش جائز نہیں۔ خواہ وہ موسیٰ۔ عیسیٰ۔ محمد علیہم السلام والصلوٰۃ جیسی ہستیاں ہی کیوں نہ ہوں۔ جیسا کہ حضرت مسیح ناصریؑ نے فرمایا ہے۔ کہ سب حکموں میں اوّل یہ ہے۔ کہ اے اسرائیل سُن! وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے۔ اور تو خداوند کو جو تیرا خدا ہے اپنے سارے دل اپنی ساری جان سے اپنی ساری عقل سے اور اپنے سارے زور سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیار کر۔ اوّل یہی حکم ہے" مرقس باب ۱۲ آیت ۲۹ و ۳۰۔ سلسلہ احمدیہ کی بھی یہی تعلیم ہے کہ انسان کا دل اور اس کی جان کلّی طور پر خدا کے لئے ہونے چاہئیں۔ بندوں کو خدائی کا مقام دینا درست نہیں ہے ٭

۵۔ سلسلۂ احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح پہلے بولتا تھا۔ اب بھی بولتا ہے اور جس طرح پہلے نشان دکھاتا تھا۔ اب بھی دکھاتا ہے۔ اور جس طرح پہلے اسکے فرشتے اسکے بندوں پر نازل ہوتے تھے۔ اب بھی اُترتے ہیں۔ اور یہ کہ وہ مذہب جس کی بنیاد قصّوں پر ہو مذہب نہیں ایک کہانی ہے اور وہ عقیدے جن کی بنیاد صرف روایت پر ہو عقیدے نہیں۔ بلکہ توہمات ہیں۔ پس سچّا مذہب وہی ہے۔ جو اپنے ساتھ تازہ نشان رکھتا ہو ٭

۶۔ سلسلۂ احمدیہ یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو پیدا کر کے بے دخل نہیں ہو گیا۔ اور اب بھی سب کام اُسی کے حکم اور اسی کے اشارہ سے چلتے ہیں۔ وہ قادر خدا ہے جس کا امر دنیا کے ہر فعل میں ہو رہا ہے۔ دنیا کا ایک ذرہ بھی اس کے اِذن کے بغیر ہل نہیں سکتا۔ سائنس اور ہیئت کے قوانین کا ظہور صرف اس کے ازلی قانون کے ماتحت میں نہیں ہے بلکہ اب ہر اک نتیجہ جو اَب بھی نکل رہا ہے۔ اس کے حکم سے اور اس کے ارادہ کے ماتحت نکلتا ہے وہ اپنے بندوں کی دُعائیں سُنتا ہے۔ اور معجزانہ طاقتیں ان کے لئے ظاہر کرتا ہے اور جب وہ کسی بندے کی تائید میں ہو جاتا ہے تو دنیا کی حکومتیں اور طاقتیں اس کے حکم کے مقابلہ سے عاجز آجاتی ہیں اور تمام ظاہری سامان بے کار اور سب مادی طاقتیں بے اثر ہو جاتی ہیں دنیا کے لوگ بیشک اس امر پر ہنسیں۔ لیکن ہم نے ہزاروں لاکھوں اس امر کے مشاہدات کئے ہیں۔ اور کر رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کی اس قدرت نمائی کے ماتحت ہمارا یقین ہے کہ باوجود اس کے کہ دنیا کے سب مذاہب احمدیت کی مخالفت پر آمادہ ہیں۔ اور دنیا کی سب طاقتیں اسلام کو مٹانے کے لئے کوشاں ہیں لیکن پُر امن ذرائع سے اور معجزانہ حالات کے ماتحت سلسلۂ احمدیہ دنیا میں پھیل جائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اسلام کو باقی سب ادیان پر علمی غلبہ حاصل ہو گا ٭

۷۔ سلسلۂ احمدیہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنے قُرب کے لئے پیدا کیا ہے پس اسے کسی اور واسطہ کی ضرورت نہیں ہے۔ واسطہ کو تسلیم کرنے کے معنے یہ ہیں کہ ہم اس مقصد کے لئے پیدا نہیں کئے گئے بلکہ دوسروں کا احسان ہے۔ کہ وہ ہمیں اس مقام پر پہنچا دیتے ہیں اور اگر ہم یہ تسلیم کریں تو ماننا پڑتا ہے۔ کہ انسانی پیدائش کا کوئی اعلیٰ مقصد ہے ہی نہیں۔ مگر دنیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا ذرّہ ذرہ اس کے خلاف گواہی دے رہا ہے۔ پس حق یہی ہے کہ انسان قرب الٰہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ مَیں نے جنّ و انس کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میرے عبد بن جائیں یعنی میری صفات کو اپنے اندر پیدا کریں۔ بائبل نے بھی اس طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے کہ "تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اور اپنی مانند بناویں"۔

۸۔ سلسلہ احمدیہ کا عقیدہ ہے۔ کہ نجات کسی ایک قوم یا ایک ملک کے لوگوں کا حق نہیں۔ بلکہ سب بنی نوع انسان خدا تعالیٰ کے فضل کے یکساں مستحق رہے ہیں۔ اور اس وجہ سے یہ خیال کہ خدا تعالیٰ نے ہدایت کو صرف بنی اسرائیل میں یا عربوں میں یا ہندوستانیوں میں محصور کر دیا۔ ایک لغو اور بیہودہ خیال ہے۔ سب انسان خدا تعالیٰ کے بندے ہیں۔ اور جس طرح اس کا سورج سب کے لئے چڑھتا ہے۔ اسی طرح اس کی ہدایت بھی سب کے لئے ہے۔ ہاں خود انسانوں کے فائدہ کے لئے اس نے پہلے مختلف اقوام کی طرف الگ الگ انبیاءؑ ارسال کئے اور آخر میں جب انسان خدا تعالےٰ کی سب باتوں کو سمجھنے کے قابل ہو گیا تو اس نے وہ رُوح حق بھیجی جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور جس کی نسبت انجیل میں آتا ہے کہ "میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ مَیں تمہیں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچّائی کی راہ بتاوے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی لیکن جو کچھ سُنے گی سو کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگی وہ میری بزرگی کرے گی اس لئے کہ وہ میری چیزوں سے پاوے گی اور تمہیں دکھاوے گی"۔ یوحنا باب ۱۶ ۱۲ تا ۱۵۔

غرض سلسلہ احمدیہ کی تعلیم ہے کہ دنیا کے ہر ملک میں اللہ تعالیٰ کے نبی گذرے ہیں اور اس وجہ سے ہمارا فرض ہے کہ ہم دوسری قوموں کے گذشتہ بزرگوں کو بھی محبّت اور قدر کی نگاہ سے دیکھیں کیونکہ وہ سب خدا کی طرف سے تھے اور اس وجہ سے ہمارے لئے واجب ادب ہیں۔ پس ہم لوگ جو سلسلۂ احمدیہ کے پیرو ہیں جس طرح حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰ حضرت مسیح علیہ السلام کو ادب و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اسی طرح کرشن جی اور رامچندر جی اور گوتمؒ اور زرتشت اور کنفوشس علیہم السّلام کو بھی عزّت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

۹۔ سلسلۂ احمدیہ کا یہ بھی عقیدہ ہے۔ کہ دوسرے مذاہب کے عیب بیان کرنیکی بجائے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنی چاہئیں کیونکہ کسی کی کمزوری سے ہماری بڑائی ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ ہماری تعلیم کی برتری ہی ہمارے مذہب کی برتری ثابت کر سکتی ہے۔ پس دوسر مذاہب کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیب بیان کرنا ہماری جماعت کا طریق نہیں۔ ہاں جوابی طور پر جب ہم کو یہ معلوم ہو کہ ایک قوم برابر بدگوئی میں بڑھتی جاتی ہے تو دفاع کے طور پر ہمیں الزامی جوابوں کے دینے کی اجازت دی گئی ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ یہ تعلیم دنیا میں امن قائم رکھنے کے لئے اور قوموں میں صلح کرانے کے لئے نہایت ممد ہے۔ اور اس کا دوسرا پہلو کہ اگر کوئی قوم شرارت سے باز نہ آئے تو اس کے مقابل میں الزامی جواب دینا درست ہے درحقیقت پہلے پہلو کو مکمّل کرتا ہے کیونکہ بعض انسان اس قدر خدا تعالیٰ سے دور ہو جاتے ہیں۔ کہ ان کے انسانی احساسات کو اکسانے کے لئے ایک ٹھیس کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس طرح کہ کبھی جسم انسانی کی حفاظت کے لئے ڈاکٹر کے نشتر کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ طریق قابل اعتراض نہیں۔ بلکہ بگڑی ہوئی قوم کی خیرخواہی میں داخل ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی باوجود اس کے کہ آپ کی طبیعت نہایت حلیم تھی کبھی کبھی یہ طریق اختیار کرنا پڑا کہ "تم اپنے باپ شیطان سے ہو اور چاہتے ہو کہ اپنے باپ کی خواہش کے موافق کرو" یوحنا باب ۸ ۴۴۔ غرض اس قسم کی استثنائی صورتوں کو چھوڑ کر جب خود دوسری قوم کی اصلاح کے لئے الزامی جواب دینا پڑے سلسلۂ احمدیہ کی تعلیم ہے کہ صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرو۔ دوسرے مذاہب پر حملے نہ کرو تاکہ دنیا میں صلح اور آشتی قائم ہو اور لوگ اپنے ربّ کی طرف توجہ کرنے کا موقع پائیں ؎

۱۰۔ سلسلۂ احمدیہ کی ایک یہ بھی تعلیم ہے۔ کہ شریعت بطور سزا کے نہیں نازل ہوئی۔ کیونکہ شریعت نام ہے ان احکام کا جو انسان کی روحانی تمدّنی اور اخلاقی ترقی کا موجب ہوتے ہیں۔ اور بالواسطہ طور پر اس کی ترقی کا بھی باعث ہوتے ہیں اور کسی کو وہ راہ بتانا جس پر چلکر وہ کامیاب ہو سکے کسی صورت میں بھی چٹی نہیں کہلا سکتا۔ ہم جب ایک بھولے ہوئے کو راہ دکھلاتے ہیں تو وہ ہمارا ممنون ہوتا ہے یہ نہیں کہا کرتا کہ تم نے مجھ پر بوجھ لاد دیا ہے ایک جہاز کا کپتان جسے سمندروں کا چارٹ مل جاتا ہے شکوہ نہیں کرتا۔ بلکہ شکریہ ادا کرتا ہے۔ شریعت بھی درحقیقت انسانی سفر کے لئے ایک چارٹ ہے۔ جس سے اسے راستہ کی مشکلات سے آگاہ کیا جاتا ہے اور آسانی سے سفر طے کرنے کے طریق بتائے جاتے ہیں وہ ایک گائڈ ہے۔ جو ہر منزل پر اس کے کام آتا ہے نہ کہ چٹّی اور سزا۔ پس اس کی ضرورت ہر وقت انسان کو تھی۔ اب بھی ہے اور ہمیشہ رہیگی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے بطور سزا نہیں نازل کیا۔ بلکہ بطور احسان نازل کیا ہے۔ اور اس سے زیادہ بدبختی کا دن انسان کے لئے نہیں آسکتا۔ جس دن کہ وہ اس راہنما سے محروم ہو جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر اللہ تعالیٰ جو رحیم و کریم ہے کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ اپنے بندوں کو جو ابدی زندگی کے لئے سرگرداں ہیں اس ضروری امداد سے محروم کرکے ہمیشہ کے لئے تاریکی اور ظلمت میں بھٹکتا رہنے دے ؛

۱۱ سلسلۂ احمدیہ کا یہ بھی عقیدہ ہے۔ کہ جس طرح ہر انسان کا پیدائیشی حق ہے۔ کہ اس کے لئے خدا تعالیٰ کے قُرب کا دروازہ کھلا رہے۔ اور اس کے اور اس کے ربّ کے درمیان کوئی اور ہستی حائل نہ ہو۔ اسی طرح ہر انسان اپنی نجات کے لئے اپنی ہی جدوجہد کا محتاج ہے۔ کوئی دوسرا شخص اسکی نجات کے معاملہ میں سوائے راہنمائی اور ہدایت کے اور کسی کام نہیں آسکتا۔ ہر انسان کا فرض ہے۔ کہ اپنے لئے نجات کا راستہ خود تیار کرے۔ جیسا کہ مسیح علیہ السّلام نے نہایت خوبصورت الفاظ میں فرمایا ہے۔ ”اگر کوئی چاہے کہ میرے پیچھے آوے تو اپنا انکار کرے اور اپنی صلیب اُٹھائے میری پیروی کرے“۔ متی باب ۱۶ ۲۴۔ اور حق بھی یہی ہے کہ نجات اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو انسان کا ایمان اور اس کی وہ جدوجہد ہی کھینچ سکتی ہے۔ جو وہ خدا سا ملنے کے لئے کرتا ہے۔ کیونکہ تب خدا تعالیٰ کی غیرت جوش میں آتی ہے اور وہ کہتا ہے کہ دیکھو میرا بندہ مجھ سے ملنے کی کوشش کر رہا ہے۔ پھر میں کیونکر خاموش رہوں۔ اور اس کی امداد کے لئے ہاتھ نہ بڑھاؤں۔ پھر وہ ہاتھ بڑھاتا ہے۔ اور اپنے بندے کو اُٹھا لیتا ہے۔ جس طرح روتے ہوئے بچّے کو ماں اُٹھاتی ہے۔ وہ اپنے بچّے کو اُٹھانے کے لئے کسی کی سفارش کی محتاج نہیں ہوتی۔ بلکہ سب سے بڑی سفارش اس کے بچّے کی صحیح خواہش یا اس کی چیخ ہی ہوتی ہے ؛

۱۲ سلسلۂ احمدیہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ انسان اپنے اعمال میں نہ تو کُلّی طور پر آزاد ہے اور نہ کُلّی طور پر مجبور۔ بلکہ وہ اس حد تک مجبور ہے کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر سے آزاد نہیں ہو سکتا اور اس حد تک آزاد ہے کہ اپنے اعمال کی جزاء سزا کا مستحق ہے۔ خدا تعالیٰ کسی کو بد اور کسی کو نیک نہیں قرار دیتا۔ بلکہ وہ اعمال کا زمانہ شروع ہونے سے پہلے ہدایت کرتا۔ اور اعمال کے نتائج پیدا کرتا ہے پس دنیا میں ہر واقعہ جو تقدیر کے ماتحت نظر آتا ہے درحقیقت کسی اختیاری فعل کے نتیجہ میں ہے اور ہر واقعہ جس میں انسان کُلّی طور پر مختار نظر آتا ہے۔ وہ درحقیقت قانونِ قدرت! انسان کے پہلے اعمال اور اس کے گردو پیش کے حالات سے متأثر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ابتدائے دنیا سے مختلف مذاہب اور مختلف فلسفی اس امر پر بحث کرتے چلے آئے ہیں کہ آیا انسان مجبور ہے یا مختار۔ اور تقدیر کے سوال نے انسان کو حیران کیئے رکھا ہے۔ لیکن اگر لوگ اسلام کی تعلیم کو مدِّ نظر رکھتے تو یہ جھگڑے پیدا ہی نہ ہوتے۔ اور اگر ہوتے۔ تو بہت جلد ختم ہو جاتے۔ اس میں کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شک ہے کہ انسان اپنے اعمال پر ایک سرسری نگاہ بھی ڈالے تو اس نتیجہ تک پہنچنے پر مجبور ہوتا ہے۔ کہ اس کے افعال میں تقدیر و اختیار کے قانون ایک ہی وقت میں جاری ہیں ؂

بظاہر یہ مسئلہ ایک علمی مسئلہ نظر آتا ہے۔ لیکن درحقیقت بہت اہم اور عملی مسئلہ اور دنیا کی رُوحانی اور تمدّنی ترقی کا اس پر بہت کچھ مدار ہے۔ اور یہ مسئلہ خدا تعالیٰ کے وجود پر بھی دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ انسانی اختیار اور اس کی مجبوریاں ایسی ملی ہوئی ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ سوائے ایک ایسی ہستی کے جو ذرّہ ذرّہ کا علم رکھتی ہو کوئی اور ہستی انسانی جدوجہد کی قیمت مقرر نہیں کر سکتی اور اسے حقیقی جزاء اور سزا نہیں دے سکتی۔ کیونکہ جب تک ہر انسان کے اختیار اور اس کی مجبوری کا صحیح اندازہ نہ لگایا جائے۔ اس کی نیکی یا اس کی بدی کا بھی صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ ہزاروں ہیں جو بظاہر نیک نظر آتے ہیں۔ لیکن ان کی نیکی کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ ان کے اندر بدی کی قابلیت نہیں۔ لیکن ہزاروں ہیں جو بظاہر بد نظر آتے ہیں۔ لیکن وہ نیک ہیں۔ کیونکہ ان کے لئے بدی کے بہت سے محرکات ہیں۔ اور بہت سی مجبوریاں بھی ہیں لیکن وہ اپنے نفس سے جنگ کرتے رہتے ہیں۔ اور بعض دفعہ کامیاب اور بعض دفعہ مغلوب ہو جاتے ہیں۔ پس ماننا پڑتا ہے۔ کہ اگر انسانی اعمال نے منافقت کی چادر سے نکل کر کبھی اپنی صحیح شکل میں ظاہر ہونا ہے۔ تو ایک ایسی ہستی ہونی چاہیئے جو ظاہر و پوشیدہ کو اور ماضی و حال اور مستقبل کو یکساں طور پر جانتی ہو تاکہ انسانوں کے متعلق عدل و انصاف سے فیصلہ کیا جائے ؂

۱۳۔ سلسلۂ احمدیہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اخلاق کا سوال حل نہیں ہو سکتا۔ جب تک انسانی پیدائش کے سوال کو مدّ نظر رکھا جائے۔ علم الاخلاق کی تمام بحثیں آخر ایک چکّر میں تبدیل ہو جاتی ہیں جو ہمیں کسی خاص فیصلہ تک نہیں پہنچاتا۔ لیکن اگر ہم انسان کی فطرت پر غور کریں تو لازماً اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ وہ بعض باتوں کو اچھا اور بعض باتوں کو بُرا سمجھتی ہے۔ پس اچھے اور بُرے کا سوال تو ایک طبعی تقاضا ہے۔ لیکن یہ کہ فلاں چیز بُری ہے یا اچھی ہے مختلف فیہ مسئلہ ہے اور اس کی وجہ مذاہب کا اثر ہے۔ پس اچھے اور بُرے اخلاق کا فیصلہ انسانوں کے میلانوں پر نہیں کیا جا سکتا۔ کہ وہ مختلف ہیں ان کا فیصلہ صرف خدا تعالیٰ کی صفات سے مقابلہ کر کے کیا جا سکتا ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی شکل پر پیدا کیا ہے۔ یعنی وہ طاقتیں اسے دی ہیں کہ الٰہی صفات کو اپنے اندر جذب کر سکے۔ اور اخلاق حسنہ انہی صفات کو اپنے اندر جذب کرنے کا نام ہے۔ اور اخلاق سیئہ انہی سے دُوری کا۔ ہر ایک

جو اپنی طاقتوں کو اسی طرح استعمال کرتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفات ظاہر ہوتی ہیں۔ وہ اخلاق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حسنہ پر عامل ہے۔ اور جو اس کے خلاف کرتا ہے وہ اخلاق سیئہ پر۔ پس انسان کے اندر جسقدر طاقتیں ہیں سب ہی اچھے مصرف کے لئے ہیں جس طرح خدا تعالیٰ میں کوئی عیب نہیں۔ انسان میں بھی کوئی عیب نہیں بلکہ اس کی سب طاقتیں ضروری ہیں۔ ہاں ان کے استعمال کی درستی یا غلطی سے وہ اچھا یا بُرا ہو جاتا ہے۔ پس اگر ہم نیک ہونا چاہتے ہیں۔ تو ہمارا یہ فرض نہیں کہ اپنی طاقتوں کو دبائیں اور ماردیں۔ بلکہ ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ ہم انہیں خدا تعالیٰ کی صفات کی طرح موقع اور محل پر استعمال کریں ؛

اس عقیدہ سے وہ جنگ جو قدیم سے دین اور دنیا میں چلی آئی ہے ختم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس عقیدہ کے ماتحت مادی طاقتیں روحانی طاقتوں کے مخالف نہیں قرار پاتیں۔ بلکہ روحانی طاقتوں کے پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں اور ثابت ہوتا ہے۔ کہ دنیا کی ترقی کے لئے کوشش کرتے ہوئے انسان دین کا بھی کام کر سکتا ہے اور کرتا جاتا ہے ؛

۱۴۔ سلسلۂ احمدیہ کا یہ بھی عقیدہ ہے۔ اور یہ عقیدہ اوپر کے عقیدہ کا لازمی نتیجہ ہے کہ انسانوں کے باہمی معاملات کی بنیاد اصلاح پر ہونی چاہیئے۔ نہ کہ کسی غیر لچکدار فلسفی اصل پر۔ کیونکہ انسان کے اعمال درحقیقت تبدیل ہونے والی شے ہیں۔ اور مختلف حالتوں میں ان کی قیمت مختلف ہوتی ہے۔ ایک وقت میں ایک کام بُرا۔ اور دوسرے وقت میں وہی اچھا ہو سکتا ہے۔ ہم ایک تندرست کو جو غذا دے سکتے ہیں بیمار کو نہیں دے سکتے۔ کیونکہ کسی نے اپنے اخلاق کو کسی طرح ڈھالا ہے۔ اور کسی نے کسی طرح۔ پس اگر ہم خدا تعالیٰ کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ موقع اور محل کے مطابق ہمارے اعمال ظاہر ہوں اور ہماری اصل غرض اصلاح ہو اور اگر کوئی شخص پیار سے ماننے والا ہو تو ہم اسے باوجود ناراضگی کے اور غصہ میں آجانے کے پیار سے سمجھائیں۔ اور اگر کوئی شخص سزا سے ماننے والا ہو تو ہم اسے اسکے جُرم اور اس کی طبیعت کی سختی کے مطابق سزا دیکر اسے سمجھائیں۔ کیونکہ اصل غرض اصلاح ہے۔ جو مریض کی حالت کے مطابق ہی ہو سکتی ہے۔ اگر اس کی حالت کو نظر انداز کر دیں۔ تو اصلاح ناممکن ہے ؛

۱۵۔ سلسلۂ احمدیہ کا ایک یہ بھی عقیدہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر جسقدر صفات پیدا کی ہیں۔ ضروری ہیں۔ اور ان صفات کے سرچشمے یعنی عقل اور جذبات کا ہر کام میں لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ تمام تمدنی اور سیاسی خرابیاں اسی سے پیدا ہوتی ہیں کہ باہمی معاملات میں یا عقل کو ترک کر دیا جاتا ہے یا جذبات کو۔ یا ان کی صحیح نسبت قائم نہیں رکھی جاتی۔ عورت و مرد کے تعلقات کو عام طور پر جذبات پر مبنی رکھا جاتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے نقصان ہوتا ہے۔ حالانکہ کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عورت و مرد دُنیا سے الگ نہیں ہو سکتے۔ وہ دنیا کا ایک حصّہ ہیں۔ اور انہیں اپنے حصّہ ہونے کی حقیقت کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ پس جہاں ان کے تعلّقات کی بنیاد جذبات پر ہونی ضروری ہے۔ وہاں اس کے ساتھ ہی اس کی بنیاد عقل پر بھی ہونی ضروری ہے۔ میاں بیوی کے حقوق طلاق کثرت ازدواج بچّوں کی تربیت اور ان پر ماں باپ کے تصرّف کی حد بندی۔ ورثہ اس میں مختلف رشتہ داروں کے حقوق کی تعیین۔ یہ سب ایسے امور ہیں۔ جن میں اس قانون کو ملحوظ رکھ کر ایک ایسا درمیانہ طریق اختیار کیا جا سکتا۔ کہ جس سے نہ جذبات کو ٹھیس لگے۔ اور نہ عقل کو جواب دیا جا سکتا ہے۔ اور اسلام نے ایسا ہی کیا ہے۔ گو جذبات کے طوفان کے وقت اس تعلیم کو قابل اعتراض قرار دیا گیا ہے۔ لیکن سکون کی ساعتوں میں دنیا اس طریق کی برتری کو قبول کرنے پر مجبور ہوتی رہی ہے۔

۱۶۔ سلسلۂ احمدیہ کی ایک یہ بھی تعلیم ہے کہ عورت و مرد مشرقی اور مغربی سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک ہیں سب کے لئے خدا تعالیٰ کے قرب اور ابدی زندگی کے دروازے کھُلے ہیں۔ پس انکے تعلّقات کی بنیاد ایسے اصول پر ہونی چاہیئے۔ کہ ایک دوسرے کے لئے تکلیف کا موجب نہ ہوں اور ہر اک کے لئے ترقی کے دروازے کھُلے رہیں۔ اور کوئی کسی پر ناجائز حکومت نہ کرے۔

۱۷۔ سلسلۂ احمدیہ کی ایک تعلیم یہ بھی ہے۔ کہ انسان کی جزاء کی اصل بنیاد اعمال پر نہیں بلکہ اس کی قلبی حالت پر ہے۔ اس وجہ سے دنیا میں نیکی کو مضبوط کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ سب سے زیادہ دل کی پاکیزگی پر زور دیا جائے۔ کیونکہ جب تک خیالات میں نیکی نہ ہو۔ حقیقی نیکی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور خیالات چونکہ جبر اور زور سے تبدیل نہیں ہو سکتے۔ بلکہ دلیل اور مشاہدہ اور نمونہ سے تبدیل ہوتے ہیں۔ اس لئے سلسلۂ احمدیہ اس امر پر زور دیتا ہے۔ کہ مذہب کے لئے جنگ یا جبر بالکل جائز نہیں۔ چونکہ جبر سے صرف ظاہر تبدیل ہو سکتا ہے اور جس کا ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ وہ منافق ہے۔ پس جو شخص مذہب میں جبر سے کام لیتا ہے۔ وہ منافقت پھیلانے کا موجب ہے۔ اور بجائے نیکی کی اشاعت کے بدی کی اشاعت کا مرتکب ہے۔ اور اپنے عمل سے اپنے مقصد کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اس عقیدہ کے ماتحت ہماری جماعت نے ہر ملک میں مذہب کے بارہ میں جبر کی مخالفت کی ہے اور ہمارے بعض آدمیوں نے اس پاک تعلیم کی حفاظت میں جو نیکی کے قائم کرنے کا اہم ترین ذریعہ ہے اپنی جانیں تک قربان کر دی ہیں۔ اور گو جبر کے مؤیدین نے انہیں سنگسار کر کے نہایت تکلیف اور ایذاء سے قتل کیا۔ مگر وہ آخر دم تک اپنے عقیدہ پر قائم رہے۔

۱۸۔ سلسلۂ احمدیہ کی سیاسیات کے متعلق یہ تعلیم ہے۔ کہ حکومت اور رعایا کے تعلّقات کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بنیاد قانون کے احترام اور پُرامن جدوجہد پر ہونی چاہیئے اور فساد سے دونو کو پرہیز کرنا چاہیئے۔ اور حکومت اور رعایا دونو کا فرض ہے۔ کہ قانون کی جبتک وہ بدلے نہیں پیروی کریں۔ اور اگر غلط قانون ہے تو جائز ذرائع سے اسے تبدیل کرنیکی کوشش کی جائے۔ اس تعلیم کے ماتحت ہماری جماعت جس جس حکومت کے ماتحت بستی ہے۔ ہمیشہ فتنہ کی راہوں سے الگ رہتی ہے۔ اور چونکہ اکثر حصہ جماعت احمدیہ کا انگریزی حکومت کے ماتحت ہے۔ لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ شاید یہ جماعت انگریزوں کی جاسوس ہے لیکن آپ سے بہتر اسے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ کہ یہ امر غلط ہے۔ ہم نے ہمیشہ دلیری سے ہندوستانیوں کے حقوق کا مطالبہ کیا ہے۔ ہمیں دوسرے محبّانِ وطن سے صرف اس امر میں اختلاف رہا ہے۔ کہ عارضی فائدہ کے لئے اپنی قوم کے کیرکٹر کو شورش پیدا کرکے اور قانون کا احترام دل سے نکال کر خراب نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ مادی فائدہ سے بہرحال اخلاقی فائدہ مقدّم ہے۔ اسلام کی یہ تعلیم ہے۔ کہ جبتک ہم کسی ملک میں رہیں۔ اس کے قانون کی پابندی کریں۔ لیکن جب ہم سمجھیں کہ کوئی حکومت ظلم میں حد سے بڑھ رہی ہے۔ تو اس کے ملک کو چھوڑ کر اس کا مقابلہ کریں اور اگر وہ حکومت نکلنے بھی نہ دے تو پھر ہمیں اجازت ہے کہ اسی کے ملک میں رہتے ہوئے اس کا مقابلہ کریں اس صورت میں قانون توڑنے کی وہ ذمہ وار ہے۔ ہم نہیں +

ہم جس ملک میں رہتے ہیں۔ اس تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔ اور یقیناً یہی تعلیم ہے جس سے اخلاق اور مذہب کو قائم رکھتے ہوئے انسان آزادی کو حاصل کرسکتا ہے +

۱۹۔ سلسلۂ احمدیہ کا یہ بھی عقیدہ ہے۔ کہ حکومت کے قیام کی غرض ملک کا فائدہ ہے۔ اور ان کاموں کو بجالانا ہے۔ جنہیں افراد الگ الگ پورا نہیں کرسکتے۔ پس اسلامی تعلیم کے مطابق ہم سمجھتے ہیں۔ کہ حکومت کا فرض ہے۔ کہ ہر فرد رعایا کے کھانے۔ لباس۔ مکان اور کام کا انتظام کرے ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہندوستان کی حکومت آجتک اس فرض سے بالکل غافل رہی ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے۔ کہ اگر افراد ملک کو پیٹ بھر کر کھانا بھی نہ ملے۔ اور پہننے کو کپڑا اور سر چھپانے کو مکان نہ ملے۔ تو پھر کسی حکومت کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اسلامی قانون کے رُو سے حکومت ایک نکمّے آدمی کو کام پر مجبور کرسکتی ہے۔ لیکن اس کا فرض ہے۔ کہ اوّل تو کام دیکر اس کے گذارہ کی صورت پیدا کرے۔ اور اگر کام نہیں دے سکتی۔ تو پھر خزانۂ شاہی سے اس کی اقل ترین ضروریات کو پورا کرے۔ اور جبتک حکومتیں اس اصول پر نہ چلائی جائینگی۔ یقیناً لیبر اور کیپٹل اور امپیریلزم اور سوشلزم اور بولشوزم کے جھگڑے کبھی ختم نہ ہونگے۔ اگر اس اصل کو تسلیم کرلیا جائے تو کبھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی حکومت اپنے ملک سے باہر جاکر استبدادی حکومت نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اس پر اپنے ملک کا بار ہی اس قدر ہوگا کہ وہ دوسرے ملک کے بوجھ کو برداشت ہی نہیں کر سکے گی۔ سوائے اس کے کہ دوسرے ملک سے اس کے تعلّقات کی بنیاد تعاون اور دوستی پر ہو ؎

۲۰۔ سلسلۂ احمدیہ کا ایک یہ بھی عقیدہ ہے۔ کہ دنیا میں جو کچھ ہے۔ وہ خدا تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کے لئے بحیثیت مجموعی پیدا کیا ہے۔ اور جس طرح کوئی شخص کسی کی زمین میں ہل چلاکر بوجہ ہل چلانے کے اس کی پیداوار کا واحد مالک نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح قدرت کے پیدا کردہ سامانوں سے کام لیکر کوئی شخص اس کے ثمرات کا واحد مالک نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ جسقدر دولت کمائی جاتی ہے۔ خواہ زراعت سے ہو۔ خواہ تجارت سے۔ خواہ صنعت و حرفت سے۔ اس کے کمانے میں اس ذخیرہ کو کام میں لایا جاتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی مجموعی بہتری کے لئے دنیا میں پیدا کیا ہے۔ اس لئے شریعت نے ہر سرمایہ دار پر اس رقم کو چھوڑ کر جو وہ خرچ کر لیتا ہے۔ ایک رائلٹی مقرر کی ہے۔ اور حکومت کا فرض مقرر کیا ہے۔ کہ اس رقم کو لیکر دوسرے مستحقوں پر خرچ کرے اس اصل کے ذریعہ سے ایک طرف تو اسلام نے مختلف کاموں کے ساتھ افراد کی دلچسپی کو بھی قائم رکھا ہے۔ اور یہی ذریعہ فردی ترقی اور قومی ترقی کے توازن کو قائم رکھنے کا ہے ؎

۲۱۔ سلسلۂ احمدیہ کی ایک یہ بھی تعلیم ہے۔ کہ تمام ایسے سمجھوتے یا کام یا احکام جو بنی نوع انسان کے کسی فرد کی جائز ترقی کے راستہ میں روک ہوں درست نہیں۔ اسی وجہ سے شریعت اسلام نے باپ کی جائداد کو اولاد اور دوسرے رشتہ داروں میں تقسیم کرنے پر زور دیا ہے: تاکہ چند خاندانوں کے ہاتھ میں زمین نہ رہے اور کوئی خاندان اسی وقت تک زمین کا مالک رہے جبتک کہ وہ اپنی ذاتی لیاقت کے ساتھ اس کا مالک رہ سکتا ہے۔ اسی طرح سُود کو روک دیا ہے تا چند ذہین لوگ ملک تجارت اور صنعت و حرفت کو اپنے ہاتھ میں نہ کر لیں اور ہر اک شخص جسے خدا تعالیٰ نے خاص علم اور فہم دیا ہے۔ مجبور ہو کہ دوسروں کا روپیہ شامل کر کے انہیں بھی حصّہ دار بنائے اور دولت صرف چند ہاتھوں میں جمع نہ ہو جائے۔ اسی طرح زکوٰۃ مقرر کر کے ایسے لوگوں کے لئے ترقی کا راستہ کھولا ہے۔ جن کے پاس علم اور قابلیت تو ہے لیکن روپیہ نہیں ؎

اسی اصل کے ماتحت احمدیت نسلی بادشاہتوں کی مخالف ہے۔ کیونکہ اس طرح ایک خاندان محض وراثت کی بناء پر نہ کہ لیاقت کی بناء پر دوسرے لوگوں کی ترقی کے راستہ میں روک بنتا ہے۔ اسی طرح وہ قومی برتری اور امتیاز کے بھی مخالف ہے کیونکہ اس طرح بھی بعض عہدوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تجارتوں یا کاموں کے دروازے بعض خاص افراد کے لئے کھلے ہوتے ہیں اور دوسروں کے لئے بند اور یہ ہرگز درست نہیں کہ جو کام خدا تعالیٰ نے سب کے لئے کھلے رکھے ہیں۔ انہیں بعض کے لئے مخصوص کر دیا جائے ÷

۲۲۔ سلسلۂ احمدیہ کی یہ بھی تعلیم ہے۔ کہ موت انسانی زندگی کو ختم نہیں کر دیتی۔ بلکہ وہ ایک لمبے سلسلۂ حیات کی ایک تبدیلی کا نام ہے۔ ورنہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے غیر متناہی ترقیات کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہم میں سے ہر اک جو مرتا ہے۔ ایک نئی دنیا میں اور نئی قوتوں سے اپنے اس کام کو جسے اس نے اس دنیا میں شروع کیا تھا جاری رکھتا ہے۔ اگر وہ بُرے راستہ پر چلا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی حالتوں میں سے گزارے گا جس سے اس کی حالت کی اصلاح ہو جائے۔ اور وہ اپنی روحانی بیماریوں سے شفا پاکر خدا تعالیٰ کے قُرب کو حاصل کر سکے اور اس کا دیدار اسے نصیب ہو سکے۔ اور اسی زمانۂ علاج کا نام دوزخ ہے جس میں انسان صرف ایک عارضی زمانہ کے لئے جو روحانی بیماریوں کی نوعیت کی وجہ سے گو بہت لمبا ہو گا مگر پھر ختم ہو جانے والا ہو گا۔ داخل ہو گا۔ آخر سب انسان اللہ تعالیٰ کے قُرب کو پا لیں گے۔ اور کوئی انسان بھی خواہ کسقدر گنہگار رہی کیوں نہ ہو اور خواہ کسی مذہب کا کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم نہیں رہیگا۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر شیطان کی فتح سمجھی جائے گی۔ جس نے ان بندوں میں سے بعض کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب کے لئے پیدا کیا تھا۔ گمراہ کر دیا۔ پس ضرور ہے کہ سب انسان آخر نجات پا جائیں۔ اور جنّت میں جائیں۔ جو اس مقام کا نام ہے۔ جس میں انسان نئی روحانی طاقتیں پاکر اللہ تعالیٰ کی صفات کو بدرجۂ اتم اپنے وجود میں پیدا کرنا شروع کرے گا۔ اور نہ ختم ہونے والی ترقیات کے حصول کی ابدی کوششوں میں مشغول ہو گا۔ تاکہ وہ اپنے تجربہ کی بنا پر معلوم کرلے۔ کہ خدا تعالیٰ کی صفات غیر محدود ہیں۔ جن کی انتہا کو انسان غیر محدود کوشش سے بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اور ہر منزل کے بعد ایک اور منزل ظاہر ہو جاتی ہے جسے طے کرنا اس کے لئے ابھی باقی ہوتا ہے ÷

اداب والدین سلک مروارید کا نوال دانہ ہے۔ حقوق والدین کے متعلّق نہایت سلیس اور دلچسپ زبان میں تبلیغ کی گئی ہے۔ انجمن رفیق الاسلام ایسے رسائل مفت تقسیم کرتی ہے۔ یہ رسالہ بھی پتہ ذیل پر ایک آنے کے ٹکٹ محصول ڈاک کیلئے بھیجکر یا بیرنگ مفت منگایا جا سکتا ہے۔

محمد ظفر وکیل گوڑگانوں پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریہ سماج سے چند سوالات

کتنے پانی میں آریا دیکھو ✤ وہ نہ آئینگے تم بلا دیکھو

پنڈت دیانند بانی آریہ سماج یہ کہتا ہے۔ کہ عورت اور مرد کی پیدائش کا یہی مُدّعا ہے کہ وید کے حکم کے مطابق بیاہ یا نیوگ سے اولاد پیدا کریں۔ دیانندیوں کی مایۂ ناز کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۹۳

شنکا نمبر ا:- ازراہِ مہربانی آریہ منتری بتائیں۔ کہ دیانند نے مذکورہ بالا ویدک حکم کا کیوں پالن نہ کیا۔ اس نے انسانی پیدائش کے مدعا کو پورا کرنے کے لئے کیوں باقاعدہ طور پر نیوگ یا بیاہ نہ کیا؟ پس ثابت ہُوا کہ ایسا کرنے والا ادھرمی ہے۔ اس لئے اس کی موکش ہونی ناممکن ہے ✤

شنکا نمبر ۲:- کیا کوئی آریہ ہے؟ جو اپنے مہرشی کے قول کو پورا کرنے کے لئے ویدوں میں لفظ نیوگ نکال کر دکھائے؟ اگر آریوں کے پتر اور موجودہ ممبر بھی ملکر ویدوں میں سے لفظ نیوگ نکالنے کی کوشش کریں۔ تو بجز ناکامی و ذلّت کے ان کے پلّے کچھ نہ پڑیگا۔ مَیں دعوے سے کہتا ہوں کہ موجودہ چاروں ویدوں میں لفظ نیوگ کا ذکر تک نہیں ہے۔ یہ محض دیانند کا خود ساختہ سدھانت ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ویدوں کی آڑ میں وام مارگ کو پھیلانا مقصود تھا ✤

جس مرد یا عورت کو علم۔ دھرم کی ترقی اور سب عالم کی بھلائی مقصود ہو وہ شادی نہ کرے۔ از دیانند ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۲

شنکا نمبر ۳:- اگر شنکا نمبر ا کا حوالہ وید انوکول ہے۔ تو یقیناً شنکا نمبر ۳ کا حوالہ وید کے خلاف ہے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ دیانند کا سدھانت نہ صرف من گھڑت ہے۔ بلکہ ویدوں کے خلاف اور ویدوں کی جڑوں پر کلہاڑا چلانے والا ہے۔ کیا کسی آریہ سماجی میں یہ جرأت ہے کہ دیانند کو اس خصوص میں ویدک دھرمی ثابت کر سکے؟ دیدہ باید ✤

شنکا نمبر ۴:- اگر آریہ منتروں کے نزدیک دیانند واقعہ میں مہرشی ہے۔ اور اس کا مندرجہ ذیل کتھن سچّا ہے۔ کہ آریہ سماج کے سدھانت اٹل اور عالمگیر ہیں۔ اور ان کے بل پر ہم سنسار پر دھار مک وجے پراپت کر سکتے ہیں۔ ان میں کسی تغیّر و تبدّل کی ضرورت نہیں (از آریہ اخبار آریہ ویر ۲۶ مئی سنہ ۱۹۳۱ء صفحہ ۳ کالم ۲) تو انکو چاہیئے کہ اپنے عمل سے اس کا ثبوت دیں اور کم از کم پچاس سال تک تمام آریہ علم۔ دھرم کی ترقی اور سب عالم کی بھلائی کے لئے شادی نہ کریں۔ اس سے یقیناً تمام دنیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا عموماً اور ہندوستان کا خصوصاً بھلا ہوگا۔

جواب کا طالب فتح محمد شرما احمدی از کراچی +

ناستک مت کے وید ہیں حامی ٭ بس یہی مُدّعا ہے ویدوں کا

پنڈت دیانند بانی آریہ سماج نے یہ دعویٰ کیا تھا۔ کہ وید ہی ست ودیاؤں کا بھنڈار ہے۔ اور حقیقی توحید کا علمبردار ہے۔ لیکن برخلاف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خداوند تعالیٰ سے الہام پاکر یہ فرمایا۔ کہ:۔ "ہم ناظرین کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ ویدوں میں بجز مشرکانہ تعلیم کے کوئی معرفت اور حکمت کا بیان نہیں"۔ (شحنۂ حق ص۳۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مذکورہ بالا دعویٰ کا ردّ لکھنے کی آجتک کسی آریہ کو جرأت نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی دیانند کے دعویٰ کو سچّا ثابت کرنے کے لئے کسی آریہ عالم نے کوشش کی ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ دیانند کا دعویٰ بالکل غلط اور واقعات کے خلاف ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعویٰ میں حق پر ہیں۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بھی دعویٰ ہے۔ کہ وہ کرشن ثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ عام ہندوؤں کو عموماً اور آریوں کو خصوصاً اسلام کی دعوت دیں۔ اور حضرت مسیح قادیانی رسول ربّانی کرشن ثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ان پر ظاہر کریں۔ پس آج کی صحبت میں یہ ثابت کرونگا۔ کہ دیانند اپنے دعویٰ میں باطل پر تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعویٰ میں حق پر ہیں۔ یعنی وید کی تعلیم مشرکانہ تعلیم ہے۔ اور وید حکمت و معرفت سے عاری ہیں +

ثبوت نمبر ۱:۔ "ہے اگنی! کھوٹے کرموں سے مجھے سب طرف سے بچا۔ اور بھلے کرموں میں مجھے چاروں طرف سے بھاگی بنا۔ اچھا جیونی اور پاک زندگی کے نیمکت میں اب ان کی طرف اُٹھا ہوں جو دھر ہو چکے ہیں"۔ (یجروید ۴-۲۸)

ثبوت نمبر ۲:۔ "ہے سورج! میرے اس بچن کو سویکار کرو۔ جو جل آسمان میں تم نے تیار کیا ہے۔ اس سے اس زمین کو سینچو"۔ (رگوید ۴-۵۷-۵)

ثبوت نمبر ۳:۔ "ہے آگ! کامنا کرتا ہُوا میں فتح اور طاقت کے لئے سمید ما اور گھی کے ساتھ ہون کو راپن کرتا ہوں۔ منتر سے تیری بندمنا کرتا ہُوا میں سینکڑوں دھنوں کی پراپتی کیلئے اس لئے دیویہ پرارتھنا کو تیرے درپن کرتا ہوں"۔ (اتھروید ۳-۱۵-۳)

ثبوت نمبر ۴:۔ جس میں اناج۔ دھان اور جو ہوتے ہیں۔ یعنی زمین یا بھومی یہ پانچ پرکار کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منشیہ جسکے ہیں۔ اس بھومی کو نمسکار ہو۔ اتھرو وید ۱۷-۲-۴

ثبوت نمبر ۵ :۔ زمین اور آسمان اور انتت رکش۔ مجھے یہ پھیلاؤ دیویں۔ اگنی سوریہ پرواہ اور سارے دیوتا۔ مجھے طاقت دیویں۔ اتھرو وید ۱۲-۳-۵۳

دیانند اس حقیقت سے انکار نہ کر سکا کہ ویدوں میں عناصروں سے التجائیں اور پرارتھنا کی گئی ہیں۔ اور ان سے ترقی کے لئے دعائیں کی ہیں۔ لیکن دیانند نے ویدوں کی مشرکانہ تعلیم پر پردہ ڈالنے کے لئے حیلے اور بہانے پیش کرنے شروع کر دیئے۔ اور یہ کہا۔ کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ ویدوں میں جا بجا یہ لکھا ہے۔ کہ چاند۔ آگ۔ ہوا۔ پانی۔ سورج وغیرہ کی پرستش کرو۔ مگر جہاں جہاں ویدوں میں چاند اگنی وغیرہ سے دعا کی گئی ہے۔ وہاں وہاں اگنی اور اندر وغیرہ سے پرمیشور مراد ہے۔ مَیں تمام آریہ کو عموماً اور دھرچند شرما۔ مہاشہ چرنجی لال پریم۔ لکھشمن مصنّف نیوگ کی فلاسفی۔ رام چندر دہلوی۔ کالیچرن آف آگرہ۔ بدھ دیو میرپوری۔ ہنس راج لاہور۔ وغیرہ وغیرہ کو خصوصاً۔ چیلنج کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ زندہ ہیں تو دیانند کے معیار کو مندرجہ ذیل وید منتروں پر چسپاں کر دکھا دیں۔ مَیں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ کوئی آریہ مقابلہ پر کھڑا ہونے کی جرأت نہ کرے گا ؁

ثبوت نمبر ۶ :۔ اندر کی بیوی سب کے دھارنے والی۔ خزانوں کے رکھنے والی ٹکنے کی مضبوط جگہ۔ چھاتی میں سونا رکھنے والی۔ دنیا کے آرام دینے والی۔ سب کو جیتا رکھنے والی۔ اگنی کو دھارن کرتی ہوئی اندر کی بیوی ہمیں دھن میں رکھے۔ اتھرو وید ۱۲/۱

اگر دیانند کا معیار درست ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ویدک پرمیشور کی بیوی بھی ہے۔ اگر پرمیشور کو بیوی کی ضرورت ہے۔ تو اس کا بیٹا بھی ہوگا۔ پرمیشور کا بھائی بھی ہوگا۔ پرمیشور کا باپ بھی ہوگا۔ لڑکی بھی ہوگی۔ کوئی داماد بھی ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ ؁

ثبوت نمبر ۷ :۔ ہے اندر ہے اگنی تم دونوں ایک مت ہو کر سویکار یعنی قبول کرو جس سے ہمارا گھومنا اور بڑے بڑے کاموں میں ہاتھ ڈالنا لابھدر ٹمیک یعنی فائدہ مند ہو۔ اتھرو وید ۳-۱۵-۴

ثبوت نمبر ۷ سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر دیانند کا معیار صحیح ہے تو ویدوں نے دو پرمیشور پیش کیئے ہیں۔ جو کہ محال نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ پس ثابت ہوا کہ وید کی تعلیم مشرکانہ ہے ؁

ثبوت نمبر ۸ :۔ چٹان۔ میدان۔ پتھر اور دھولی یہ ساری بھومی جو پوری طرح سنبھالی ہوئی ہے۔ اس سونے کی چھاتی والی پرتھوی کی مَیں پرستش کرتا ہوں۔ اتھرو وید ۱۲-۲۶

ثبوت نمبر ۹ :۔ ہے بھومی جب مَیں لیٹا ہوا دایاں بایاں پاسا یعنی پہلو بدلتا ہوں اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیچے پڑی۔ تجھ پر اپنی پیٹھ کی ہڈیوں سے سیدھے اوپر لیٹے ہیں۔ ان سب روپوں میں ہے۔ بھومی ہمیں تکلیف نہ ہو۔ ہے ہر ایک شے کے نیچے لیٹی ہوئی۔ اتھرو وید ۱۲ - ۳۴

اب معلوم ہوا۔ کہ دیانندی معیار کی رو سے پرمیشور کے اوپر انسان سوتے ہیں۔ واہ جی واہ دیانند کے دلائل کا کیا کہنا ہے۔ پرمیشور کیا ہوا بھان متی کا کھیل ہوا ✦

ثبوت نمبر ۱۰:۔ ہے دیوو! دھن سے دھن چاہتا ہوا۔ میں جس دھن سے بیوپار چلاتا ہوں اس میں اندر۔ پرجاپتی۔ سیتا۔ سوم اور اگنی دیو مجھے اوچی دیویں۔ اتھرو وید ۳ - ۱۵ - ۶

پس مذکورہ بالا ویدک منتروں سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ دیانند کا معیار کسی صورت میں بھی ویدک منتروں پر پورا نہیں اترتا۔ امید ہے۔ کہ تمام آریوں کی اس سے تسلی ہو جائیگی۔ اگر کسی آریہ کو شک ہو۔ تو اعتراض کر سکتا ہے۔ یا میرے دلائل کو توڑ کر دکھاویں۔ میں مزید خدمت کرنے کے لئے ہر وقت حاضر ہوں۔ خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے پاس حضرت مسیح قادیانی کرشن ثانی علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کو سچّا ثابت کرنے کے لئے دلائل کے بے شمار خزانے میسّر ہیں جس آریہ کا جی چاہے آزما کر دیکھ لے ✦

بفضل خداوند کریم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے دعویٰ کا ایک حصّہ تو سچّا ثابت کر چکا ہوں۔ اب میں دوسرے حصّے کو یعنی وید معرفت و حکمت سے عاری ہے کو ثابت کرتا ہوں:۔

ثبوت نمبر ۱:۔ وہ جنگل کونسا ہے۔ وہ کونسا درخت تھا۔ کہ جس سے زمین اور آسمان بنائی گئی۔ ہے عقلمند لوگو! من سے پوچھئے کہ بھوتوں کو دھارن کرکے جو انکا ادھشٹاتا ہوتا ہے وہ کون ہے؟ رگوید ۱۰ - ۸۱ - ۴ -

واہ جی واہ وید پرمیشور کا بنایا ہوا معلوم نہیں ہوتا۔ یہ تو کسی ایسے انسان کا بنایا ظاہر ہوتا ہے۔ جس کو اتنی بھی تمیز نہ تھی۔ کہ جب زمین و آسمان ہی نہ تھے۔ تو جنگل اور درخت کہاں تھے؟ کیا کوئی دیانندی چیلا اپنی زندگی کا ثبوت دیگا۔ اور میرے دلائل کا ردّ لکھنے کی کوشش کریگا۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں ✦

خاکسار فتح محمد شرما احمدی از کراچی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذبِ خفی کا ۔ کیا قافیہ تنگ ہر مدّعی کا

میرا یہ دعویٰ ہے۔ کہ دیانند کے سدھانت وید وِرودھ ہیں۔ اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے میں نے احمدی اخبارات کے علاوہ غیر احمدی اخبارات و رسالہ جات میں مضمون چھپوائے۔ آریوں کو چیلنج پر چیلنج دیا۔ مگر کسی آریہ کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ میرے مقابل پر کھڑا ہو سکے۔ مضامین شائع کرانے کے علاوہ مَیں آریہ سماج کے پرسد اور مایۂ ناز اپدیشکوں اور آریہ اخبارات کے ایڈیٹران کو ملا۔ زبانی گفتگو کی۔ اپنے اعتراضات انکو سُنائے۔ مگر کسی آریہ کو میرے ساتھ شاسترارتھ کرنے کا حوصلہ نہ پڑا۔ سہ

آریہ مجھ کو دیکھتے ہی کٹ گئے ٭ دم مرا گویا ہے دم شمشیر کا

مہاشہ چرنجی لال پریم ایڈیٹر مسافر لاہور کو مَیں خصوصیّت سے بار بار لاہور جا کر ملا۔ ان سے بھی عرض کی۔ کہ آپ از راہ مہربانی میرے اعتراضات کا جواب لکھیں۔ مگر اسوقت انہوں نے مجھے ٹال دینے میں ہی اپنی نجات پائی اور کہا۔ کہ آپکے جو جو اعتراضات ہیں۔ وہ لکھ کر بھیجدیں۔ مَیں جواب ارسال کر دونگا۔ لہذا ان کی آگیا کا پالن کرتے ہوئے۔ ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ اپنے قول کا پاس کرتے ہوئے میرے مندرجہ ذیل اعتراضات کا ردّ لکھیں:۔

اعتراض نمبر ۱:۔ چاروں ویدوں کو منزّہ من الخطا۔ مستند بالذات مانتا ہوں۔ وہ بذات خود مستند ہیں۔ کہ جنکے مستند ٹھیرنے کے لئے احتیاج کسی دوسری کتاب کی نہیں۔ جس طرح سورج یا چراغ اپنی شکل کے آپ ہی آپ ظاہر کرنے والے اور زمین وغیرہ کے بھی مشاہدہ میں آنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح چاروں وید ہیں۔ از دیانند ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۸

دیانند نے سپشٹ روپ سے یہ پرگٹ کیا ہے۔ چاروں وید ہی مستند بالذات ہیں۔ اگر اس کا مذکورہ بالا قول درست ہے۔ تو دیانند نے پورانوں کو الہامی ماننے سے کیوں انکار کر دیا؟ جبکہ ویدوں میں یہ صاف لکھا ہے:۔ رگوید۔ سام۔ چھند۔ یجروید کے ساتھ پوران پرماتما سے بنے ہیں۔ اور یہ سب دیو دھیولوک میں آشرت ہیں پوتر اتھروید ۱۱ - ۷ - ۲۴

پس ثابت ہُوا۔ کہ دیانند ویدوں کی من مانی تفسیر کرتا تھا۔ یا اسکو ویدوں کی تعلیم کا مطلق علم نہ تھا۔ یا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ویدوں کی حقیقی تعلیم کو چھپا کر نئے وید دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ جب تک آریہ سماج اتھروید کو الہامی مانتی ہے۔ اسوقت تک آریہ سماج کا کوئی حق نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ پورانوں کو الہامی ماننے سے انکار کر سکے۔

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں ÷ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اعتراض نمبر ۲:۔ اریوگتی اس حد تک پہنچی۔ کہ منش کی اتی ملیہ سمپتی وید کا ایک بھی پورن پستک بھارت ورش میں نہ مل سکا۔ از دیانند گرنتھ مالا پرتھم بھاگ ہندی بھومکا صہ ۹

جب آریوں کو خود اس بات کا اعتراف ہے۔ کہ ایک وقت ایسا آیا تھا۔ کہ ہندوستان میں ویدوں کی ایک بھی مکمل کتاب نہ مل سکی۔ پس ثابت ہوا۔ کہ موجودہ وید مستند نہیں۔ آریوں کے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے۔ کہ موجودہ وید وہی وید ہیں جو انگرا دی پر پرگٹ کیئے گئے تھے یہ آریوں کی محض ضد ہے۔ جو اب بھی ویدوید پکار رہے ہیں۔

تمیں کرتے ہیں قائل یا خطا میری بتاتے ہیں ؎ مجھے بھی دیکھنی ہے منصفی انصاف والوں کی

اعتراض نمبر ۳:۔ دیانند یہ لکھتا ہے۔ کہ اناد ی پدارتھ تین ہیں۔ ایک ایشور اور دوسرا جیو تیسرا پرکرتی۔ از ستیارتھ پرکاش صہ ۲۵۹

دیانند کا یہ سدہانت بھی ویدوں کی کھلی تردید کر رہا ہے۔ مثلاً جسوقت یہ ذروں سے ملکر بنی ہوئی دنیا پیدا نہ ہوئی تھی۔ اسوقت یعنی پیدائش کائنات سے پہلے است (غیر محسوس حالت یعنی شونیہ آکاش بھی نہیں تھا۔ اسوقت ست (پرکرتی) یعنی کائنات کی غیر محسوس علت جس کو ست کہتے ہیں۔ وہ بھی نہ تھی۔ اور نہ پرمانو (ذرے) تھے۔ وداٹ (کائنات) میں آکاش جو دوسرے درجے پر آتا ہے۔ وہ بھی نہ تھا۔ بلکہ اسوقت صرف پربرہم کی سامرتھ (قدرت) جو نہایت لطیف اور اس تمام کائنات سے برتر ے علت ہے موجود تھی پرمیشور کا کوئی ڈھانپنے والا نہیں۔ کیونکہ اسکے سامنے سب ہیچ و ناچیز ہیں۔ تمام کائنات اس کی قدرت سے پیدا ہوتی ہے۔ آدی پو تر رگوید اشٹک ۸ ادھیائے ۷ ورگ ۱۷ منترا۔

اس وقت نہ است تھا۔ نہ انترکش تھا۔ اور نہ یہ جو پرے آکاش ہے پو تر رگوید ۱۰-۱۲۹-۲۔

شروع میں پرمیشور نے خواہش کی۔ جو من سرشٹی رچنے کے سنکلپ کا پہلا بیج تھا۔ یہ اس ویکت کا مول اس ادویکت میں ہے۔ رگوید ۱۰-۱۲۹-۴

مذکورہ بالا ویدک منتروں سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ پہلے صرف خدا تھا۔ جس نے اپنی قدرت سے تمام ارواح۔ نباتات۔ جمادات۔ حیوانات وغیرہ وغیرہ کو پیدا کیا۔ اور دیانند کا سدہانت وید ورودھ ہے ÷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعتراض نمبر ۴:- مکتی کے متعلق دیانند یہ لکھتا ہے۔ مقررہ وقت تک مکتی کے انند کو بھوگ کر پھر دنیا میں آنا۔ ستیارتھ پرکاش ص۲۷۹

لطف یہ ہے۔ کہ دیانند خود ہی اس کی تردید کرتا ہے۔ اور یہ لکھتا ہے۔ کہ واضح ہو کہ مکتی کی تعریف یہ ہے۔ کہ ایشور پراپتی یعنی ایشور کی طرف جیو آتما کھنچے جا کر اسکے پرم انند میں جڑ جانا۔ اس طرح اس میں جڑ جانے سے بڑی آسانی سے خوشی اور رنج دُور ہو کر ہمیشہ کے انند کی حالت حاصل ہوتی ہے۔ اور دیانند اپدیش منجری ویاکھان ۶ ص۶۷

دیانند کے ان دو متضاد خیالات کو سامنے رکھکر میں دیانند کا ایک اور من بھاتا اصول بیان کرتا ہوں۔ جو یہ ہے:- ایک دوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں۔ از دیانند ستیارتھ پرکاش ص۳۴

عالم مکتی پاکر ہمیشہ پرمیشور میں انند پاتے ہیں۔ اور نور علم سے منور ہو کر ہمیشہ آزادی کے ساتھ سُکھ میں رہتے ہیں۔ یجر وید ادھیائے ۳۲ منتر ۱۰ ؛

اعتراض نمبر ۵:- یجر وید کے منتر سے یہ سپشٹ روپ سے پرگٹ ہوتا ہے۔ کہ نیک انسان مر کر پرمیشور سے علم حاصل کرتا رہتا ہے۔ لیکن دیانند اس کے برخلاف یوں گوہر افشانی کرتا ہے:۔ پرلے میں جیو اس طرح نکمے پڑے رہتے ہیں۔ جیسے کوئی گہری نیند میں پڑا ہو۔ ستیارتھ پرکاش ص۳۲۳

اعتراض نمبر ۶:- دیانند یہ کہتا ہے:- دوجوں یعنی آریوں میں عورت اور مرد کا ایک ہی بار وواہ ہونا وید آدی شاستروں میں لکھا ہے۔ دوسری بار نہیں (بیوہ کا نکاح ثانی از روئے ویدک دھرم حرام ہے) ستیارتھ پرکاش ص۱۹۳

دیانند کے حوالہ کی تردید کرنے والا اپدیشک کہتا ہے:- پنڈت منسا رام جی اپدیشک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے ویدوں۔ سمرتیوں اور اتہاس میں سے استری کو دوسرے پتی کے ادھیکار کے متعلق بہت سے پرمان دیئے۔ از اخبار آریہ ویر ۲۴ راکتوبر ۱۹۲۹ء ص۱۲

اعتراض نمبر ۷:- دیانند کا یہ سدہانت ہے۔ کہ جس کتاب میں اتہاس پایا جائے۔ وہ الہامی نہیں ہو سکتی۔ (رگوید ادی بھاشیہ بھومکا)۔ لیکن دنیا نے یہ ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ ویدوں میں اتہاس ہے۔ آج دنیا کے فلاسفر اور سکالر کہتے ہیں۔ کہ وید تاریخی کتابیں ہیں۔ اگر اس نظر سے بھی دیکھا جائے تو ہمیں اس بات کا پتہ لگتا ہے۔ کہ وید وہ شکھشائیں دیتا ہے۔ جو بڑے بڑے ودوان اور فلاسفر پیش نہیں کر سکتے۔ از اخبار پرتاب لاہور ۲ ر دسمبر ۱۹۲۹ء -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یگ کے انت میں اتہاسوں سمیت چھپے ہوئے ویدوں کو آدی میں براہما سے نوگیا پاکر مہارشیوں نے تپو بل سے انکو پایا صہ ۱۲ ویدمیں من گھڑت قصے (کلپت اکھیائیں) بھی ہیں۔ اور سچے اتہاس بھی ہیں۔ وید بھاشیہ بھومکا صہ ۶۹۲ از پروفیسر راجارام ڈی۔اے۔وی کالج لاہور۔ اے آریہ سماج کے تمام ممبرو! اگر تم زندہ ہو۔ تو دیانند کے اقوال کو وید کے مطابق ثابت کرو ؂

جواب کا طالب فتح محمد شرما احمدی از کراچی

تمباکو نوشی کے نقصانات

طبی کتب میں تمباکو کو مخدر ادویہ کی فہرست میں درج کیا گیا ہے۔ یعنی وہ دوائیں جو نسوں کے سرے کو بے حس کر کے درد کو رفع کرتی ہے۔ اور اگر زیادہ مقدار میں استعمال کی جائیں۔ تو نسوں کی حس کو بالکل زائل کر دیتی ہے۔ ان کے استعمال سے اعضاء کے فعل سُست ہو جاتے ہیں۔ شراب تمباکو افیون جوہر افیون (مارفیم) اور کونین وغیرہ ادویات ایسی فہرست میں شامل ہیں۔ تمباکو میں دو سے آٹھ فیصدی تک نکوٹین ہوتی ہے۔ نکوٹین نسوں کے لئے زہر ہے۔ پہلے تو اس کے اثر سے محسوس کرنے والے کوشش یعنی سیل کمزور ہوتے ہیں۔ اور بالآخر وہ بالکل مُردہ ہو جاتے ہیں۔ نکوٹین کا زہریلا اثر زیادہ تر دل اور پھیپھڑوں کی نسوں پر ہوتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ لمبے اور گہرے سانس لینے کی عادت جاتی رہتی ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے سانس لینے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ دل کی ضربیں بڑھ جاتی ہیں۔ اور دھڑکن اور درد بھی بعض حالات میں پیدا ہو جاتی ہے ؂

تمباکو کے اثر سے بدہضمی۔ جگر کے امراض۔ کمی و کمزوری خون۔ ضعف بصر۔ اندھاپن۔ گلے کی خرابیاں۔ دماغی تھکاوٹ۔ اور عقل میں سُستی اور فتور پیدا ہو جاتا ہے ؂

ڈاکٹر "لیور" صاحب جو امریکہ کی ایک یونیورسٹی کے محافظ صحت ہیں۔ انہوں نے معلوم کیا ہے کہ تمباکو نہ پینے والے لڑکوں کے پھیپھڑے تمباکو پینے والوں سے مقابلۃً بڑے ہوتے ہیں۔ نیز تمباکو نہ پینے والوں کی اوسط اونچائی پینے والوں سے $\frac{1}{2}$ انچ بڑی ہوتی ہے ؂

ولایت میں جسمانی کمزوریوں کی تحقیقات کرنے والی ایک کمیشن اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ بچوں کے لئے تمباکو بہت بُری بلا ہے۔ جن اشخاص کو بچوں کے حالات کا مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ وہ تمام اس بات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں متفق ہیں کہ تمباکو جسمانی اور دماغی نشوو نما میں بہت بُری طرح حارج ہو رہا ہے *

امریکہ کے حالات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پاگل پن کے بہت سے اسبابوں میں سیگریٹ پینا بھی ایک بڑا بھاری سبب ہے۔ امریکہ میں جو (۷۰۰۰۰) پاگل ہیں۔ اُن میں سے پندرہ ہزار تمباکو نوشی کے ذریعہ پاگل ہوئے ہیں۔ سیگریٹ نوشی کے ذریعہ ہر سال امریکہ میں (۲۰۰۰۰) آدمی مرتے ہیں *

ایک سیگریٹ میں جسقدر تمباکو ہوتا ہے۔ اس سے اگر نکوٹین نکال لیجائے۔ اور اسے پانی میں حل کر کے ایک مینڈک کے جسم میں اس کو پچکاری کے ذریعہ داخل کیا جائے۔ تو مینڈک فی الفور مرجاتا ہے اگر وہی نکوٹین بلّی کے جسم میں داخل کیا جائے۔ تو بلّی کو تشنج ہونے لگتا ہے۔ اور وہ پندرہ۱۵ منٹ میں مرجاتی ہے۔ اگر تمباکو کا ایک چمچہ بھر کر اسے ایک پیالہ بھر پانی میں جوش دیا جائے۔ اور پھر اس پانی کو ایک سیر پانی میں ڈالا جائے۔ جس میں بہت سی زندہ مچھلیاں ہوں۔ تو ساری مچھلیاں ۲۵ منٹ میں مرجاتی ہیں *

دماغ عقل اور دانائی پر تمباکو کا جو اثر ہوتا ہے۔ اس کے متعلق ڈاکٹروں نے بہت سے تجربے کیئے ہیں۔ پروفیسر میک لیورنے ۲۳۶ تمباکو نوشوں کے حالات کی تحقیقات کر کے معلوم کیا ہے کہ ان تمام میں سے صرف چھ لڑکے اوّل درجہ کے لائق اور دسؔ اوسط درجہ کے لائق تھے۔ باقی ۲۲۰ تمام کے تمام کم عقل تھے *

ڈاکٹر لیور صاحب نے تمباکو پینے والوں۔ اور نہ پینے والوں کی عقل کا مقابلہ کر کے نتیجہ نکالا ہے کہ سنوؔ اشخاص میں سے جو کہ اوّل درجہ کے لائق فائق ہیں۔ ان میں سے صرف پانچ تمباکو نوش ہیں۔ امریکہ کی ہارورڈ یونیورسٹی کے متعلق یہ خبر نہایت دلچسپ ہے۔ کہ پچاس سال کے عرصہ میں کوئی تمباکو نوش بی۔ اے میں اوّل نہیں رہا *

دنیا کی بڑی بڑی ریلوے کمپنیاں۔ تجارتی کمپنیاں۔ انشورنس اور بڑے بڑے بنکوں کے مینجر تقریباً ہر حالت میں تمباکو نوشوں کو نوکری میں لینے سے پرہیز کرتے ہیں *

امریکہ میں کئی بڑے بڑے ذخیروں کے مالک تمباکو پینے والوں کو نوکری میں لیتے ہی نہیں۔ امریکہ کے ایک مشہور شہر کے ۹۶ سوداگروں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ تمباکو نوشوں کو نوکری میں نہیں لینگے *

مسٹر منٹگمری وارڈ مارشل فیلڈ مارگن رائیٹ ٹائر کمپنی۔ اور مسٹر فورڈ جو کہ موٹروں کے بادشاہ ہیں۔ یہ تمام مشہور تاجر سیگریٹ پینے کے خلاف ہیں۔ دنیا کے مشہور آدمی سیگریٹ نوشی کے خلاف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلا وجہ نہیں ہو سکتے۔ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ سیگریٹ پینے سے انسان لاپروا کم فہم غیر ذمہ وار اور بعض اوقات بد دیانت بھی ہو جاتے ہیں ؛

جج۔ جن کے پاس بچوں اور لڑکوں کے مقدمات آتے ہیں۔ وہ بھی بچوں کی تمباکو نوشی کے سخت خلاف ہیں۔ ایزبل لنڈسے صاحب لکھتے ہیں۔ کہ میرے روبرو ہزاروں مقدمات اُن بچوں کے آئے ہیں۔ جنھوں نے اپنی اور اپنے والدین کی بے عزّتی کی۔ ان تمام حالات میں سیگریٹ نوشی کی عادت ہی اس فعل کی زیادہ ذمہ وار تھی ؛

سیگرٹیں ہمارے بچوں کو تباہ کر رہی ہیں۔ ان کی زندگیوں کو خطرہ میں ڈال رہی ہیں۔ ان کے دماغوں کو کُند اور بچوں کو مجرم بنا رہی ہیں۔ جو بچے میرے روبرو لائے جاتے ہیں ۹۵ فیصدی سیگریٹ پینے والے ہیں ؛

ڈاکٹر "جارڈن" صاحب لکھتے ہیں۔ سیگریٹ پینے والے بچے اُن سیبوں کی طرح ہیں جنہیں کیڑے لگے ہوتے ہیں۔ اور جو وقت سے پہلے ہی درخت سے گر جاتے ہیں ؛

ہوریس گریلی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مجھے کوئی ایسا شرابی بتائیں جو تمباکو نہ پیتا ہو۔ تو میں آپکو ایسا سیاہ پرندہ دکھاؤنگا جو سفید ہو ؛

ڈاکٹر ایڈیسن صاحب جو نہایت مشہور سائنسدان ہیں لکھتے ہیں۔ کہ میں بچے کے ہاتھ میں سیگریٹ کی نسبت ریوالور دیکھ کر زیادہ خوش ہونگا ؛

ریلوے کے مشہور انجینئر ہریمین صاحب لکھتے ہیں۔ کہ میں ایک پاگل انجن ڈرائیور کو سیگریٹ نوش انجن ڈرائیور پر ترجیح دونگا ؛

دنیا کے علماء ڈاکٹروں۔ سوداگروں اور دولتمندوں کی بہت سی رائوں کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے۔ ان کو پڑھ کر ہر شخص خود فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ تمباکو نوشی اور بالخصوص سیگریٹ نوشی کسقدر مہلک ہے۔ سیگرٹیں تمباکو سے بھی بُری ہیں۔ کیونکہ سیگرٹوں کا کاغذ شراب میں تر کیا جاتا ہے ؛

تمباکو نوشی کے مذکورہ بالا نقصانات کے علاوہ ایک اور بڑا بھاری نقصان ہے۔ اور وہ روپیہ کی بربادی ہے۔ حالات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمباکو نوشوں کی آمدنی کا پانچ سے دس فیصدی سیگریٹ پر خرچ ہوتا ہے۔ اگر یہی روپیہ وہ اُن اشیاء پر خرچ کریں۔ جو اُن کی صحت کو عمدہ بنا سکتی ہیں۔ تو ہندوستان کے لوگوں کی جسمانی صحت بہت بہتر بن سکتی ہے ؛

(آریہ مسافر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گوشوارہ بقایا و فاضلہ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۳۱ء

نمبر شمار	نام صیغہ جات	رقم بقایا		
۱	بیت المال	۱۱	۱۳	۹۴۰۷۵
۲	طبع و اشاعت	۹	۱۱	۲۸۵۳
۳	بورڈران ہائی	۶	۲	۵۵۱
۴	" احمدیہ	۹	۳	۲۴۷
۵	مقبرہ بہشتی	۰	۰	۹۶۸۹۲
۶	منارہ	۰	۰	۵۲
۷	قرضہ	۰	۰	۲۲۱۵۸
۸	پراویڈنٹ فنڈ	۲	۴	۲۶۸۳
۹	ترقی اسلام	۳	۸	۵۵
۱۰	بک ڈپو	۰	۱۱	۵۶
	میزان	۴	۷	۲۱۹۶۲۵

نمبر شمار	نام صیغہ جات	رقم فاضلہ		
۱	بقایا و پیشگی	۱۰	۳	۱۳۹۰۵
۲	جائیداد	۳	۱۱	۱۸۱۵
۳	ایجنسی	۰	۰	۴۸۵۰
۴	تعمیر	۶	۱۱	۱۹۲۲
۵	ناظر اعلیٰ	۰	۷	۸۹۷۳
۶	قضاء	۰	۶	۷۴
۷	افتاء	۰	۰	۱۵
۸	پرائیویٹ سکرٹری	۳	۹	۶۲۳۲
۹	محاسب	۰	۱۰	۶۸۸۶
۱۰	ہسپتال	۹	۱۳	۲۳۰۶
۱۱	دعوۃ و تبلیغ	۹	۶	۵۴۰۸۴
۱۲	ہائی سکول	۳	۸	۱۴۲۰۷
۱۳	صدقات	۶	۰	۴۷۱۲
۱۴	گرلز سکول	۹	۱	۳۸۵۹
۱۵	مدرسہ احمدیہ	۹	۷	۱۲۸۸۳
۱۶	جامعہ احمدیہ	۳	۴	۷۸۷۵
۱۷	احمدیہ ہوسٹل	۰	۱۰	۳۱۰۳
۱۸	امور عامہ	۶	۱۱	۷۰۳۶
۱۹	ضیافت	۶	۳	۳۲۹۰۹
۲۰	تعلیم و تربیت	۹	۹	۵۷۵۵
۲۱	تالیف و تصنیف	۰	۱۲	۹۶۶۰
۲۲	امور خارجیہ	۶	۵	۵۲۲۴۴
۲۳	خلافت	۰	۹	۹۱۸۰
۲۴	تجارت	۳	۴	۲۱۱۴
	میزان	۴	۷	۲۱۹۶۲۵

محمد اشرف

محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

اخبارات سلسلہ احمدیہ

الفضل ہفتہ میں تین بار دس روپے سالانہ۔ طلباء ۸ روپے سالانہ۔

ریویو آف ریلیجنز اردو ماہوار تین روپے سالانہ۔

ریویو آف ریلیجنز انگریزی۔ سات روپے سالانہ۔ کاغذ ۵ روپے سالانہ۔

سن رائز ہفتہ وار ۲۰×۳۰/۸ ۲ پونڈ کاغذ ۵ روپے سالانہ

مصباح مہینے میں دو بار مستورات کا اخبار ۸ روپے سالانہ

منگوانے کا پتہ:

طبع و اشاعت

مہتمم قادیان دارالامان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بانی

ڈاکٹر ایس کے برمن

منسلک

دستار

ٹریڈ مارک

SKB

رجسٹرڈ

ایس کے برمن

ڈاکٹر۔ ایس۔ کے۔ برمن

لمیٹڈ

سنہ ۱۹۸۴ء

کلکتہ

صیغہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴

قریباً پچاس سال کی مشہور ہندوستانی دوائیں

گود کے بچّوں کی ایک ہی دوا

"پودن ہرا"

(اصل عرق پودینہ) (REGD.) قیمت کلاں شیشی چودہ آنہ ۱۴/ ڈاک محصول چھ آنہ ۶/ خورد شیشی دس آنہ ۱۰/ ڈاک محصول چھ آنہ ۶/

(بدہضمی۔ ریاح اور بچّوں کے پیٹ پھولنے میں از حد مفید ہے)

یہ پودینہ کی سبز پتّیوں سے تیار کیا گیا ہے۔ بدہضمی کی علامتیں اس سے جلد رفع ہوتی ہیں۔ خاصکر گود کے بچّے اپنی تکلیف کا اظہار نہیں کر سکتے۔ ایسی حالت میں بےضرر ہونیکی وجہ سے آپ بلاتشویش ایسے بچّوں کو دے سکتے ہیں۔ بچّوں کی بدہضمی دودھ کی قے رفع کرنے میں اس سے عمدہ دوسری دوا نہیں ہے۔ نمونہ شیشی کی قیمت تین آنہ نمونہ صرف ایجنٹوں کو ہی روانہ کیا جاتا ہے اسوجہ سے اپنے مقامی ہمارے ایجنٹ سے خریدیں۔

تندرست بچّہ کس کو پیارا نہیں لگتا

"لال شر"

(لال شربت) (REGD) قیمت فی شیشی تیرہ آنہ ڈاک محصول آٹھ آنہ ۸/ بچّے لڑکے اور پرسوتی کی طاقت۔ کون اپنے بچّے کو فربہ اور مضبوط دیکھ کر خوش نہیں ہوتا۔ یہ بچّوں کیلئے مثل آب حیات طاقت دہ ہے۔ میٹھا اور خوش ذائقہ ہونیکی وجہ سے بچّے اسے بخوشی تمام پیتے ہیں۔ اس سے اُن کی ہڈی مضبوط۔ خون منقط اور جسم قوی اور چہرہ خوبصورت ہو جاتا ہے۔ پرسوتی کی نقاہت اور دودھ کی کمی کو پورا کرنیکی اس میں عجیب طاقت ہے۔ نمونہ کی شیشی دو آنہ ۲/ نمونہ صرف ایجنٹوں کو ہی روانہ کیا جاتا ہے۔ اسوجہ سے اپنے مقامی ہمارے ایجنٹوں سے خریدیئے۔

بلاقیمت بیس نئی دواؤں کی مفصل فہرست اور سنہ ۱۹۳۱ء کی جنتری ایک کارڈ لکھکر مُفت منگا لیجئے۔

نوٹ:۔ دوائیں ہر جگہ دواخانوں میں فروخت ہوتی ہیں۔ ڈاک خرچ کی کفایت کی غرض سے اپنے مقامی ہمارے ایجنٹ سے خریدیئے۔

ایجنٹ:۔ گوجرانوالہ میں ایجنٹ کی ضرورت ہے۔